حضراتِ محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اُس میں اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے والوں کے اجرو ثواب کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ خداوندِ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (پ ۱۴)

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو ایمان والا تو ضرور ہم اُسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

حضراتِ گرامی!

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو بھی اچھا عمل کریگا احکامِ خداوندی بجالائے گا۔ ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہوگا۔ قرآنِ حکیم کے اصولوں پر کاربند رہے گا۔ ہم اسے حیاتِ طیبہ عطا فرمائیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ نیک عمل کرنے والا، ایمان والا ہو۔

معزّز سامعین!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اعمالِ صالح کرنے والوں کو ان کے انعام و اکرام و اجر و ثواب کا ذکر کرتے ہوئے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْ

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کچھ دیر جاتی ہے کہ

خٰلِدِهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا (پ۵)	ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔

اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے اور دسویں پارہ میں فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (پ۱۰)	اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا، بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی یہی ہے بڑی کامیابی۔

اور پندرہویں پارہ میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا	بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کا اجر

لَا نُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً (پ ۱۵) | ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں۔

حضرات!

ان قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ جو بھی اچھے اعمال کرے گا۔ اس کا کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اسے جنت کے اعلیٰ مکان عطا کئے جائیں گے وہ جنت جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی اور نہریں جاری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ جو سب سے بڑی کامیابی ہے۔

حضرات!

اب دیکھنا یہ ہے کہ حیاتِ طیبہ کسے کہتے ہیں۔

بہتر زندگی!

تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے۔

فَالْحَيَاةُ الطَّيِّبَةُ فِي الدُّنْيَا بِالتَّوْفِيْقِ لِلطَّاعَتِنَا وَالرِّزْقِ الْحَلَالِ وَفِي الْقَبْرِ بِالرَّاحَةِ مِنَ النَّكَدِ وَالتَّعَبُ وَفِي الْجَنَّةِ بِالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ۔

(صاوی علی الجلالین ص ۲۷۵ ج ۱)

پس حیاتِ طیبہ دنیا میں اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق حاصل ہونا اور رزق حلال ملنا اور قبر میں عذاب قبر سے سکون میسر آنا اور جنت میں ہمیشہ کی نعمتیں نصیب ہونا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو!

جیسا کہ آپ نے سُنا کہ حیوٰۃِ طیبہ وہ زندگی ہے۔ جس میں انسان کو دنیاوی زندگی میں نیکی کی توفیق ملتی ہے اور رزق حلال حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں اُسے چین اور سکون میسّر آتا ہے اور جنّت میں ہمیشہ کی نعمتیں نصیب ہوں گی۔ آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان کتنا بھی مالدار کیوں نہ ہو۔ مگر وہ سکون میں نظر نہیں آتا کیوں نہیں اس لئے کہ وہ صرف دنیادار ہے۔ سکون کب میسّر ہوگا۔ جب وہ اپنے مالکِ حقیقی کو یاد کرے گا تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے گا۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرے گا۔ پھر زندگی میں بھی اطمینان ملے گا۔ اور مرنے کے بعد تو اس کی زندگی اس دنیاوی زندگی سے بھی بہتر ہو جائے گی۔

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً	ہم بہتر زندگی عطا فرمائیں گے

شاعر کہتا ہے کہ:۔

سے جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدے نئیں مردے

کامل ولیاں دے دَر اُتّے اَج وی دیوے بلدے

ارے کبھی اُجڑیاں گھراں نے کھولیاں وچ دیوے نئیں بلے۔ دیوے او تھے ہی بلدے نیں جتھے کوئی وسدا ہووے۔

الحمدللہ! اللہ کے ولیوں کی قبروں پر آج بھی دیوے جلتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک جلتے ہی رہیں گے۔

اس لئے کہ!

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

مرنے کے بعد زندہ!

مشکوٰۃ المصابیح کے ص۱۲۱ کے حاشیہ میں مذکور ہے کہ:۔

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ	اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ بلکہ
وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ	دار الفناء سے دار البقاء
مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی	کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔
دَارِ الْبَقَاءِ	

اور امداد المشتاق میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔
فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے اور فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ جو اس کی ظاہری زندگی میں ہوتا ہے
(امداد المشتاق ص۱۱۳)

حضرات محترم!
مشکوٰۃ شریف اور امداد المشتاق سے ثابت ہوا کہ اللہ والے مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کی ہویا بُت دُور گیا دل ہرگز دُور نہ تھیوے ہُو!
سیاں کوہاں تے میرا مُرشد وسلامتیوں وِچ حضور رہیوے ہُو
جیہندے اندر عشق دی رتی اوہ بناں شرابوں کھیوے ہُو
تے نام فقیر تنہاں دا باہُو قبر جنہاں دی جیوے ہُو

نظام الدین اولیاء!

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کا انتقال ہوا تو حضرت رکن الدین ابوالفتح سہروردی عیادت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے ہی آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنازہ جا رہا تھا اور مخلوق کا ایک اژدھام تھا۔ راستے میں ایک طوائف بڑے درد کے ساتھ یہ گانی جا رہی تھی کہ

؎ اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

کہ سارا جہان تو تجھے دیکھنے آ رہا ہے، مگر تو کسے دیکھنے جا رہا ہے۔

اسی وقت جنازہ سے ہاتھ باہر آ گیا۔ حضرت رکن الدین نے دو ڈکر روکا سمجھتی نہیں کہ یہ عاشقِ ربانی کا جنازہ ہے اور جو عشقِ الٰہی میں مر گیا۔ وہ مرتا نہیں، زندہ ہوتا ہے۔ اسے فنا نہیں اسے بقا ہے۔ قبر میں نعش اتاری گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلوہ گر دیکھا۔ اتنا اثر ہوا کہ باہر نکلتے ہی بے ہوش ہو گئے۔

؎ جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدے نئیں مردے
کامل ولیاں نے در اُتے اَج دی دیوے بلدے

کفن چور بخشا گیا!

بغداد شریف میں ایک اللہ کی ولیہ عورت تھی۔ جب وہ فوت ہو گئی تو اس کے جنازہ میں بہت لوگوں نے شرکت کی اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے والوں میں ایک کفن چور بھی تھا۔ اس نے بھی جنازہ پڑھا۔ جب رات ہوئی تو

کفن چور اپنے معمول کے مطابق اس ولیہ کی قبر پر گیا۔ قبر کو کھودا۔ جب کفن اتارنے کے لئے ہاتھ نیچے کیا تو اس عورت نے کفن چور کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہنے لگی کیا جنتی ہو کر، جنتی کا کفن اتارتا ہے۔ یہ سن کر چور خوفزدہ ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا اے اللہ کی بندی تو جنتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر یہ بتاؤ کہ میں کیسے جنتی بنا۔ تو اس نیک بی بی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اور جس نے بھی میرا جنازہ پڑھا ہے اس کو بھی بخش دیا ہے اور تو بھی میرے جنازے میں شامل تھا لہذا تو بھی جنتی ہے۔ یہ سنا تو اس کفن چور نے توبہ کی اور وہ بھی وقت کا ولی بن گیا۔ (شرح الصدور ص۸۶)

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدے نئیں مردے
کامل ولیاں دے دَر اُتے اَج وی دیوے بلدے

شان داتا علی ہجویری!

عالم برزخ میں قاری محمد طیب مہتمم دیوبند لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی وفات سے قریباً دو سال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قریب قبرستان کی زیارت کے لئے بھی نکلے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں۔ فاتحہ بھی ایصالِ ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔ جب فارغ ہوئے تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو کوئی بہت بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

میں نے ہزارہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں سلاطین کی قبروں پر گیا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا

کہ جیسے اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صُورت میں پایا

(عالم برزخ صہ ۲۴)

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوہ کدے نہیں مَردے
کامل دلبیاں دے دَر اُتے اَج وِی دِیوے بَلدے

حضراتِ گرامی!

جن لوگوں نے زندگی میں قرآنِ مجید کو سینے سے لگایا۔ اسے پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ دیکھ لو جا کر آج بھی قرآن مجید اُن کی قبروں سے جُدا نہیں ہُوا۔ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور دیکھ لو کہ دن رات قرآن مجید کی تلاوت جاری ہے۔

سامعین!

آیئے داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا جائزہ لیں کہ آپ نے ساری زندگی شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا اور ایسا عمل کہ پیشوائے شریعت و طریقت بن گئے۔ اور لوگوں کو معرفتِ الٰہی کا سبق دیا۔

امام شریعت و طریقت، پیشوائے معرفت و حقیقت، دستگیر بے کساں رہبرِ کاملاں حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۰ھ کو پیدا ہوئے اور
۴۶۵ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

کون داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

جب خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ تک آپ کے مزارِ پُرانوار پر معتکف رہے۔ چلّہ کشی کے بعد جب واپس جانے لگے تو

بے ساختہ زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا کہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا کہ

سیّدِ ہجویر مخدومِ اُمم
مرقدِ اُو پیرِ سنجر را حرم

لاہور میں آمد!

آپ کے لاہور آنے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ غزنی میں دن رات عبادت و ریاضت میں مصروف تھے اور وطن چھوڑنے کا دل میں کوئی خیال تک نہ تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ کے پیر و مرشد شیخ ابو الفضل علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اے سیّد علی ہم نے تمہیں لاہور کی قطبیت پر مامور کر دیا ہے۔ اُٹھو اور لاہور کو روانہ ہو جاؤ۔ عرض کی حضور آپ کا حکم بجا ہے۔ مگر لاہور میں میرے برادرِ طریقت خواجہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوتے ہوئے میری کیا ضرورت ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ یہ بہتر جانتا ہوں۔ لہٰذا تم بلا توقف لاہور روانہ ہو جاؤ۔

صبح کو جب آپ بیدار ہوئے۔ پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور غزنی سے پنجاب کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ لاہور پہنچ گئے رات ہو چکی تھی۔ آپ نے شہر سے باہر قیام فرمایا۔ صبح کو جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک جنازہ آ رہا ہے۔ جس کے ساتھ بے پناہ ہجوم ہے کسی سے پوچھا تو پتہ چلا کہ یہ جنازہ تو شیخ حسن زنجانی کا ہے۔ جو رات کو واصل

بحق ہو چکے تھے اور اپنے برادرِ طریقت کی وصیّت کے مطابق جنازہ آپ نے خود پڑھایا اور سمجھ گئے کہ واقعی مرشد برحق کے حکم میں یہ حکمت تھی۔ اور وہ اس سارے معاملے سے باخبر تھے۔ چنانچہ آپ شہر سے باہر جہاں اب آپ کا دربار پُرانوار ہے آکر ڈیرہ لگا لیا۔ جب لاہور کے گورنر راجہ رائے کو پتہ چلا کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یہاں پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے تبلیغ کرنا شروع کر دی ہے تو غضب ناک ہو کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس فقیر کی جھونپڑی کو جلا کر اسے شہر سے نکال دو۔ جب رات کا وقت ہوا۔ آپ یادِ الٰہی میں محو تھے۔ کہ سپاہیوں نے آپ کی جھونپڑی کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ مگر آگ نہ لگ سکی۔ آخر آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہنے لگے ہم راجہ کے سپاہی ہیں فرمایا یہاں کیوں آئے ہو۔ کہنے لگے تیری جھونپڑی کو آگ لگانے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا لگاؤ۔ جب ان میں سے ایک نے آگ لگائی تو آپ نے اللہ کی ایسی ضرب لگائی کہ آگ بھڑکی اور فرمایا کہ وہ دیکھو راجہ کے محل جل رہے ہیں۔ سپاہیوں نے دیکھا کہ واقعہ ہی آگ تو ادھر لگ گئی۔ وہ جلدی سے واپس ہوئے اور آگ بجھانے لگے۔ راجہ نے کہا تم تو اُس درویش کی جھونپڑی کو آگ لگانے گئے تھے۔ مگر یہ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں تو کوئی علم نہیں۔ بس اُس نے اللہ کا نام لیا اور آگ اِدھر آگئی۔ راجہ اسی وقت اٹھا اور داتا علی ہجویری کے قدموں میں گر گیا۔ حضور مجھے معاف کر دیں۔ آپ نے اسے سچی توبہ کروائی اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

دودھ کی سبیل!

کچھ عرصہ بعد ایک ہندو جوگی نے آپ کے بالمقابل چند گز کے فاصلہ پر

ڈیرا لگا لیا اور اس نے اپنے جادو اور شعبدوں کے کرشموں سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ آس پاس کے سب گوالے دودھ دوہنے کے بعد سب سے پہلے اس ہندو جوگی کو دودھ دے کر آتے۔ اگر کوئی دودھ نہ لاتا تو اگلے روز اس کی بھینسوں کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آنے لگتا۔ ایک دن ایک بوڑھی عورت تازہ دودھ کی مٹکی لے کر حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے سے گزری آپ نے آواز دے کر اسے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ قیمت لے کر کچھ دودھ مجھے بھی دے جاؤ۔ بوڑھی عورت نے جواب دیا۔ شاید آپ جانتے نہیں۔ کہ یہ دودھ رائے جوگی کا ہے۔ اور اسے ہی دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کو نہ پہنچایا گیا تو ہمارے جانوروں کے تھنوں سے خون آنا شروع ہو جائے گا۔ حضرت داتا علی ہجویری یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا اگر تم یہ دودھ دے جاؤ گی تو جانوروں کا دودھ بڑھ جائے گا اور خون نہیں آئے گا۔ بوڑھی عورت یہ سُن کر رک گئی اور کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر دیکھ کر کہ کہنے والی شخصیت تو بڑی پُرکشش اور برگزیدہ ہے۔ اس کی بات جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ اس نے دودھ کا برتن حضرت سید علی ہجویری کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے بقدر ضرورت اس میں سے پی لیا باقی دریا میں پھینک دیا۔ بوڑھی عورت شام کو جب دودھ دوہنے لگی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اُس نے دیکھا کہ گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر چکے ہیں لیکن دودھ تھنوں سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور فوراً یہ بات ہمسایوں اور گردونواح میں پھیل گئی۔ اگلے روز سب لوگ دودھ کے برتن لے کر حضرت سید علی ہجویری کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ مسکرا کر اُن کا دودھ لیتے کچھ پی لیتے اور باقی دریا میں پھینک دیتے۔ جب

شام ہوئی تو ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ ان کے جانوروں کے تھنوں میں بے حد و حساب دودھ آگیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دودھ کی سبیل بھی اسی دن سے شروع ہے۔ جوگی نے جب یہ دیکھا کہ اس کے پاس لوگوں نے دودھ لانا بند کر دیا ہے تو اسے بڑا طیش آیا اور غصّے میں بھڑک کر داتا علی ہجویری کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ہمارا دودھ تو بند کرا دیا ہے لیکن یہ کوئی اتنا بڑا کمال نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی کمال ہے تو مجھے دکھائیں حضرت داتا صاحب اس کی بات سُن کر مسکرا دیئے اور کہنے لگے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں کوئی شعبدہ باز نہیں ہوں۔ ہاں اگر تمہارے پاس کوئی کرشمہ ہے تو دکھلاؤ۔ جوگی نے جواب دیا۔ تو لو پھر دیکھو میرا کرشمہ۔ یہ کہا اور اپنے علم کے زور سے ہوا میں اُڑنے لگا۔ حضرت علی ہجویری اس کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ کر مسکرانے لگے۔ پھر آپ نے اپنی جوتیوں کو اٹھا کر ہوا میں پھینک دیا۔ وہ لڑائے جوگی کے ساتھ ساتھ ہوا میں اڑنے لگیں۔ جوگی نے جو یہ کرامات دیکھیں تو فوراً نیچے اتر آیا اور حضرت سید علی ہجویری کے پاؤں پر گر کر التجا کرنے لگا۔ کہ مجھے اسی وقت مسلمان کیجیئے۔ حضرت علی ہجویری نے اسے مسلمان کر لیا اور پھر اُس کی روحانی تربیّت کی اور آپ نے اس کا نام شیخ ہندی رکھا۔ وہ تمام زندگی حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید خاص رہا۔ شیخ ہندی کے انتقال کے بعد اس کی اولاد حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی مجاور رہی

کعبہ نظر آگیا!

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور مسجد کی

سمت مغرب میں کچھ فرق نظر آنے لگا۔ علماءِ وقت نے اعتراض کیا۔ کہ اس مسجد میں نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا محراب کچھ ٹیڑھا ہے جب آپ کو پتہ چلا تو آپ خاموش رہے۔ جب تعمیر کا کام ختم ہوا تو مسجد کی رسمِ افتتاح میں آپ نے تمام علماء و فضلاء و مشائخ کو دعوت دی سارے شہر کے علماء و مشائخ و عمائدین پہلی بار حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت داتا صاحب نے خود امامت فرمائی۔ نماز کے بعد آپ نے تمام نمازیوں کو مخاطب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بعض حضرات کو مسجد کی سمتِ قبلہ پر کچھ شک معلوم ہوتا ہے۔ ان سے میری درخواست ہے کہ وہ ایک ساعت کے لئے آنکھیں بند کر کے مراقب ہو جائیں اور فیصلہ کریں کیا سمتِ قبلہ صحیح ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی۔ لوگوں کی نگاہوں سے حجابات اُٹھ گئے۔ سب نے دیکھا کہ کعبہ شریف نظروں کے سامنے ہے اور مسجد مبارک بالکل صحیح سمت پر تعمیر ہوئی ہے۔ یہ واقعات سیر الاخیار سے لئے گئے)

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعظیم رسول و احمد رضا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ الْمُبِیْنَ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۰

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ... نذرانہ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے تعظیم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اپنی تسبیح و تہلیل کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (پ ۲۶)	اور رسول اللہ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو۔

یعنی اللہ جل شانہ، نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔ ان کا ادب و احترام کرو۔ اس لئے کہ اگر ادب ہے تو سب کچھ درست ہے۔ اگر ایک مسلمان کے دل میں دربارِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب نہیں تو بے شک لاکھ نمازیں پڑھے۔ کروڑوں روپے کی سخاوت کرے۔ حج کرے، قربانیاں دے۔ تبلیغیں کرے۔ جتنی بھی عبادت و ریاضت کرے۔ اگر دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا احترام نہیں تو سب بے کار ہے اور ربِّ کائنات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ادب کے متعلق قرآن مجید کے مختلف مقامات پر ارشادات فرمائے ہیں۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (پ ۱۸)	رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

یعنی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک لیتے وقت ادب کو ملحوظِ خاطر رکھو۔ آپ کو بڑا بھائی یا اپنے جیسا نہ کہو۔ بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ یا حبیب اللہ جیسے پیارے پیارے القابات سے پکارو۔

اور کسی مقام پر یوں فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶)	اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اور قرآن مجید میں کسی مقام پر تعظیم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوں حکم فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ۱)	اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول !

بعض اوقات صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعظ مبارک میں عرض کرتے تھے۔ رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللہ، ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرمادیں۔ مگر یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ گالی تھی انہوں نے بھی لفظ بُری نیّت سے کہنا شروع کر دیا۔ ایک دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے یہودیوں سے کہا۔ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اب ایسا کلمہ تم سے سُنا۔ تو یاد رکھنا تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ وہ بولے تم بھی تو کہتے ہو۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ کہ اے ایمان والو تم رَاعِنَا نہ کہا کرو۔ بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف نظر شفقت فرمایئے (تفسیر مظہری پ ۱)

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ :۔

یَا رَسُوْلَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

یَا حَبِیْبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا !

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ

خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْغَالَنَا

حضرات !

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کرو کہ اے کملی والے آقا ہم پہ نظرِ کرم فرمایئے۔

کرم کی اِک نظر ہم پر خدا را یا رسول اللہ

ہمیں تو آسرا بس ہے تمہارا یا رسول اللہ

حضراتِ گرامی!

اِن احکامِ قرآنی سے ثابت ہُوا کہ ہر عمل سے پہلے دل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ادب ہونا لازمی ہے۔ اگر ادب نہیں تو سب کچھ بیکار ہے۔ اس لئے کہ

ادب پہلا قرینہ ہے عقیدت کے قرینوں میں

اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ بے ادب مردود ہے اور با ادب محبوب ہے۔

پہلی منزل ادب عشق دی بناں ادب مُراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر کدی ٹھنڈڑی وا نہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کیہڑی جیہڑی رب تیکر پہنچاوے
اعظم ادب دے بخت سوّلے جنہوں ایہہ دولت مِل جاوے

اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حُسن و پاکیزگی و برگزیدگی کی سب رونقیں ادب سے ہی قائم ہیں۔

از ادب پُر نور گشت است ایں فلک
از ادب معصوم و پاک آمد فلک
از خُدا خواہیم توفیق ادب!!
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

آسمان ادب ہی کی وجہ سے بے گناہ اور نور سے بھرے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں۔ کیونکہ بے ادب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے محروم رہتا ہے۔

حضراتِ محترم!

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملّت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ

علیہ نے لوگوں کو بارگاہِ خداوندی اور دربارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا ادب سکھایا۔ اس کے لیئے آپ کا ترجمہ قرآن مجید کنز الایمان کا مطالعہ کیجئے۔ اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاس تک ایک ایک آیت میں آپ کو ادب کے پہلو نظر آئیں گے۔ مگر یہ بات دوسرے تراجم میں نہیں ہے۔

آیئے! چند ایک آیات کا تقابل کریں۔ مثلاً

۱:۔ اللہ ان سے ٹھٹھہ کرتا ہے (سر سید احمد خاں، تفسیر القرآن پ۱ آیت ۱۵)

اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے۔ (کنز الایمان)

۲:۔ اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی سورۂ انفال)

اور اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہے (کنز الایمان)

۳:۔ دغا بازی کرتے ہیں۔ اللہ سے اور وہی اُن کو دغا دے گا (مولوی محمود حسن، سورۂ نساء آیت نمبر ۱۴۲)

اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔ (کنز الایمان)

۴:۔ اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو غلطی میں پڑ گئے (مولوی اشرف علی، بیان القرآن سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۲)

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا اُس کی راہ نہ پائی۔ (کنز الایمان)

۵:۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی (مولوی محمود حسن ترجمہ قرآن سورۂ ضحٰی آیت ۷)

اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (کنز الایمان)

حضرات!

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بے ادب کون ہے اور باادب کون۔ کس کا ترجمہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان ہے اور کس کا ترجمہ بے ادبی سے لبریز ہے۔

حضرات!

اسی طرح جب چودھویں صدی ہجری میں کچھ بے ادب اور گستاخ لوگوں نے سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبیاں اور گستاخیاں شروع کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے احمد رضا کو پیدا کیا۔ اور آپ نے قرآن و سنت کی روشنی میں تحریراً، تقریراً، نثر میں، نظم میں، گویا ہر لحاظ سے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجاگر کر کے بتا دیا۔ کہ اے بے ادب اور گستاخ نام نہاد مسلمانوں سنو وہ عیب اور نقص والا کوئی تمہارا نبی ہوگا۔ ہمارا نبی تو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ وہ تو عظمتوں، رفعتوں اور شانوں والا رسول ہے۔ آپ کی کثیر التعداد تصانیف میں آپ کا دیوان حدائقِ بخشش بھی ہے جس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ایک شعر میں قرآن و حدیث کی ترجمانی ہے اور ایک ایک شعر میں آپ کو عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک نظر آئے گی اور وہ مجموعہ حدائق بخشش جو ایسی محبت و عقیدت کے ساتھ لکھی گئی کہ ہر شعر پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

حضرات گرامی!

احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو۔ دربارِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام اور توقیر و تعظیم کا درس دیا اور تبلیغِ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل ایمان کے دلوں سے محبتِ رسول نکالنے والوں کی پہچان

کروائی۔ کبھی ان بے ادبوں نے کہا کہ نبی کے پاس کچھ نہیں اور نبی کچھ نہیں دے سکتا۔ تو احمد رضا نے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی میں انہیں جواب دیا۔

وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ (مشکوٰۃ شریف صـ ۳۲)	اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے

وُہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

کبھی کہا کہ نبی ہماری مثل ہے۔ اعلیحضرت نے فرمایا۔ اے بے ادبو اور گستاخو حدیث پاک کا مطالعہ کرو اور غور کرو وہ مثل نہیں بے مثل ہے۔

قَالَ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ (مشکوٰۃ شریف صـ ۱۷۵)	فرمایا اور کون ہے تم میں میری مثل۔

تیرا مسند ناز ہے عرشِ بریں تیرا محرم راز ہے روح الامیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

کبھی کہا کہ نبی حاضر و ناظر نہیں ہے۔ احمد رضا بریلوی نے جواب دیا۔

وہ جو نہ تھے کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو!
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

الغرض شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔

کون احمد رضا؟

ایک ہزار کتاب کے مصنف، ساڑھے تین سال کی عمر میں فصیح عربی میں کلام کیا۔ صرف چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔ صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ۸ سال کی عمر میں وراثت کا مسئلہ تحریر فرمایا۔ چودہ سال کی عمر میں درسِ نظامی مکمل کر کے تمام علومِ عقلیہ و نقلیہ پر مہارت حاصل کر لی اور اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام بھی شروع کر دیا اور اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ کا مصداق ٹھہرے۔

علمی مہارت!

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاءالدین جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ایک ماہر ریاضی دان کی حیثیت سے ہندوستان میں مشہور تھے۔ اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلہ میں شُبہ پڑ گیا۔ ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ سوچا کہ جرمن میں جاتا ہوں اور وہاں کی اعلیٰ یونیورسٹی کے سوا یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ حسنِ اتفاق سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف سے ملاقات ہو گئی۔ جو کہ اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان سے اپنے مسئلہ کے متعلق ذکر کیا۔ پروفیسر صاحب نے کہا جناب آپ بریلی جا کر اعلیحضرت سے دریافت کر لیں وہ ضرور حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے۔ مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ کہاں کہاں تعلیم حاصل کر کے میں آیا ہوں اور حل نہیں کر سکا۔ آپ ان کا نام لیتے ہیں۔ جنہوں نے غیر ممالک تو کجا اپنے شہر

کے کالج میں بھی تعلیم حاصل نہ کی۔ بھلا ان سے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ دو چار دن کے بعد پروفیسر صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو پریشان دیکھ کر پھر وہی مشورہ دیا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر پروفیسر صاحب کے اصرار پر ڈاکٹر صاحب بریلی شریف حاضر ہو گئے۔ ایشیا بھر میں ڈاکٹر صاحب ریاضی کے ماہر ہوتے ہوئے ایک مسئلے کو حل کرنے میں زندگی کے قیمتی سال لگا کر بھی حل نہ کر سکے۔ اعلیحضرت نے مزاج پرسی کے بعد تشریف آوری کی غرض دریافت کی۔ وائس چانسلر نے کہا وہ ایسی بات نہیں ہے۔ جسے میں اتنی سرسری طور پر عرض کر دوں۔ فرمایا۔ آخر کچھ تو فرمایئے۔ غرض کہ وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا۔ اعلیحضرت نے سنتے ہی فرمایا۔ کہ اس کا جواب تو یہ ہے یہ سن کر وہ حیران ہو گئے۔ اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا۔ اس وقت وائس چانسلر صاحب حیران تھے کہ ان کو یورپ کا ماہر ریاضی درس دے رہا ہے۔ یا اسی ملک کا کوئی حقیقت آشنا ان کو سبق پڑھا رہا ہے۔ بے اختیار بول اٹھے۔ میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی شئے ہے آج آنکھ سے دیکھ لیا۔

ایک لمحے میں حل مسئلے کو کیا مرحبا کہہ اٹھے سر ضیاء

آج دیکھا ہے علم لدنی کہیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک قلمی رسالہ ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ وائس چانسلر صاحب نہایت حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے اور بالآخر کہنے لگے میں نے اس علم کو حاصل کرنے کے لئے بیرونی ممالک کے اکثر سفر کئے۔ مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔ میں تو اپنے آپ کو آپ کے سامنے بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔

وہ ضیار جن کا شہرہ تھا۔ آفاق میں طفل مکتب ہیں وہ تیری سرکار میں
نذر کرتی ہے تجھے یہ ... دی چودھویں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

نائبِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں شہنشاہِ بغداد پیرانِ پیر سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا۔ حضور اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے۔ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ بریلی میں مولانا احمد رضا ہیں۔ بیداری کے بعد صبح کو سفر کی تیاری شروع کی۔ مریدوں نے پوچھا حضور کدھر کا ارادہ ہے۔ فرمایا بریلی شریف جا رہا ہوں۔ رات کو فقیر نے سرکارِ غوثِ پاک کی خواب میں زیارت ... میں نے پوچھا حضور، اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے۔ تو فرمایا ... بریلی میں مولانا احمد رضا۔ لہٰذا ان کی زیارت کرنے جا رہا ہوں۔ مریدوں نے عرض کی حضور ہمیں بھی اجازت ہو تاکہ ہم بھی اُن کی زیارت سے مشرف ہوں۔ آپ نے اجازت دی تو حضرت میاں شیر محمد صاحب پنے مریدین کے ہمراہ شرقپور سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ ادھر بریلی شریف میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے فرمایا کہ آج شیخ پنجاب تشریف لا رہے ہیں اوپر والے کمرے ... ان کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ جب شیر ربانی تشریف لائے تو اعلیٰحضرت پھاٹک پر تشریف فرما تھے۔ اور فرما رہے تھے کہ فقیر استقبال ... حاضر ہے۔ چنانچہ تین روز تک قیام کیا۔ پھر اجازت چاہی جب شرقپور پہنچے تو مریدین نے پوچھا۔ حضور آپ نے وہاں کیا دیکھا۔ حضرت میاں صاحب کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمانے لگے کیا بتاؤں کہ کیا کیا دیکھا۔

اور یہ دیکھا کہ ایک پردہ ہے اس کے پیچھے سے تاجدارِ مدینہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاتے ہیں! اور مولانا احمد رضا بولتے ہیں سبحان اللہ
خواب میں قطب کونین غوث الوریٰ پوچھنے پر کہیں شاہ جی سے میرا
ہے بریلی میں احمد رضا جانشین سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

جادوگر قدموں میں!

ایک دفعہ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مسجد سے نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے کہ محلہ سوداگراں کی گلی میں لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ اعلیحضرت نے دریافت کیا یہ کیسا مجمع لگا ہوا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک غیر مسلم جادوگر اپنا جادو دکھا رہا ہے۔

تین چار کلو پانی سے بھرا ہوا برتن کچے دھاگے سے اٹھا رہا ہے اعلیحضرت سرکار بھی اس مجمع کی طرف بڑھے اور اس جادوگر سے فرمانے لگے ہم نے سنا ہے تم چار کلو پانی سے بھرا ہوا برتن کچے دھاگے سے اٹھا لیتے ہو، اس نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا کوئی اور چیز بھی اٹھا سکتے ہو۔ وہ کہنے لگا لاؤ۔ جو بھی چیز آپ دیں گے اٹھا لوں گا۔ اعلیحضرت نے اپنے جوتے کو پاؤں سے نکالتے ہوئے فرمایا لو اس جوتے کو اٹھانا تو بڑی بات ہے۔ اپنی جگہ سے ہٹا کر ہی دکھا دو۔ جادوگر نے بڑی کوشش کی مگر وہ آپکی جوتی کو جنبش تک نہ دلا سکا۔ اعلیحضرت نے پھر فرمایا۔ اچھا اس برتن ہی کو اب اٹھا کر دکھا دو۔ اب جو اس نے برتن کو اٹھانا چاہا تو برتن بھی نہیں اٹھ سکا۔ وہ جادوگر اعلیحضرت کی اس کرامت کو دیکھ کر آپ کے قدموں پہ گر پڑا اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

ے تم نے بدمذہبی سے بچا کر نبہا دولت دین اسلام کر دی عطا!
غوث و خواجہ کے ہو مظہر و جانشین سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

ہر سوال کا جواب :۔

ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد اعلیحضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ حاضرین کا مجمع تھا۔ لوگ مسائل پوچھتے جا رہے تھے اور اعلیحضرت سرکار جواب دیتے جا رہے تھے۔ اس وقت خلیفہ اعلیحضرت مولانا سید حافظ محمود جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا۔ حضور میں دیکھتا ہوں کہ ہر مسئلے کا جواب آپ کی نوک زبان پر ہے۔ کبھی کسی مسئلے کے متعلق آپ کو یہ فرماتے نہ سنا کہ کتاب دیکھ کر جواب دیا جائے گا۔ یہ سن کر اعلیحضرت سرکار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا۔ سیّد صاحب جب قبر میں مجھ سے سوال ہوگا تو وہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا۔ اللہ اکبر۔

وصیّت اعلیحضرت!

جب اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آگیا۔ تو آپ نے اپنے مریدین، معتقدین، کو بلا کر فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے۔ تو یاد رکھو میری قبر اتنی گہری کھودنا کہ جس میں میں کھڑا ہو سکوں۔ غلاموں نے عرض کیا۔ حضور حسب معمول تو قبر اتنی گہری کھودی جاتی ہے جس میں آدمی بیٹھ سکے آپ نے فرمایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے۔ کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر میں خود نبی والے تشریف لاتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میری قبر اتنی گہری ہو

جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میری قبر میں جلوہ گر ہوں تو میں کھڑا ہو کر آپ پر ہدیہ درود و سلام پیش کروں۔

وصال اعلیٰحضرت!

اِدھر ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن دو بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰحضرت سرکار دنیائے فانی سے کوچ کر رہے تھے۔ اُدھر بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ ہجری کو خواب میں دیکھ رہے تھے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ تمام صحابہ کرام و اولیاء عظام بارگاہِ اقدس میں حاضر ہیں۔ لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ وہ شامی بزرگ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ کس کا انتظار ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی، احمد رضا کون ہے۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے کسی سے پوچھا تو پتہ چلا کہ اعلیٰحضرت مولٰنا احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں۔ اور اب تک بقیدِ حیات ہیں۔ چنانچہ وہ شوقِ ملاقات میں اس وقت ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ جس عاشقِ رسول کی ملاقات کے لئے آپ تشریف لائے ہیں وہ تو پچیس صفر کو اس دنیا سے روانہ ہو چکے ہیں۔

وہ رضا اعلیحضرت بریلی کے شاہ
جن کی ہر ہر ادا سُنّتِ مصطفٰے
جن کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیاء
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(واقعاتِ اعلیحضرت، ملفوظاتِ اعلیحضرت، سیرتِ اعلیحضرت اور تجلیاتِ اعلیحضرت سے لئے گئے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تخلیقِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے تحفہ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں حمدِ خدا بھی ہے اور نعتِ مصطفےٰ بھی۔

چنانچہ ربّ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ ۲۷)	وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی ہے باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

معزز سامعین!

جس طرح اوّل، آخر، ظاہر، باطن اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ہیں اسی طرح اوّل، آخر، ظاہر، باطن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء وصفات ہیں

(مدارج النبوۃ صہ۲ ج۔۱)

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر، باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل ہیں۔ قرآن مجید کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ ۸)	مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

حضور اوّل ہیں!

اوّلیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔	سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(مدارج النبوۃ ص ۲ ج ۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو اس پر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ مِنْ نُوْرِ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ۔	اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸)

اس وقت کائنات کی کوئی چیز نہ تھی۔ یا خدا تعالیٰ تھا یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا۔

قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ	کہ میں اپنے رب کے ہاں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے نور تھا۔

عَشَرَ اَلْفِ عَامٍ

(مواہب لدنیہ ص۳ ۔ انوار محمدیہ ص۱۳)

روشن تارا!

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ اے جبرائیل یہ تو بتا کہ تیری عمر کتنی ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی عمر کا کوئی علم نہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی اندازہ۔ عرض کی۔ اے اللہ کے نبی صرف اتنا پتہ ہے۔ کہ چوتھے حجاب میں ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ چمکتا پھر ڈوب جاتا اور میں اس نورانی تارے کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ یہ سن کر نبی الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

وَعِزَّةِ رَبِّيْ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ۔ (روح البیان ص۹۷۴ ج۱)	مجھے میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہی ہوں۔

اسی لئے تو جس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا پکار اٹھا۔ کہ :-

والضحیٰ مکھڑا والیل زلف ما زاغ دا کاجل پایا اے
ایہو جہے ایل سارے کہندے نیں واہ وا رب نے یار بنایا اے

وسیلۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی۔ تو

انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں التجا کی۔ یا اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ مجھے بخش دے۔

قَالَ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا۔ اللہ تعالےٰ فرمایا تم نے محمد کو کس طرح پہچانا عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی۔

رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرشِ اعلیٰ کے ستونوں پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

تو میں نے جان لیا۔ کہ جس ذاتِ اقدس کا نامِ نامی تیرے اسمِ گرامی کے ساتھ لکھا ہوا ہے وہ یقیناً تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

قَالَ صَدَقْتَ يَا آدَمُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔
(خصائص کبریٰ صلا ج۔۱)

فرمایا اے آدم تم نے ٹھیک سمجھا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

مقصودِ کائنات!

حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والدِ محترم حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یہ بتائیں کہ آپ کی شان افضل ہے یا آخری نبی کی تو آپ خاموش رہے پھر دوسری بار عرض کی آپ پھر خاموش رہے۔ آخر تیسری

بار آپ نے فرمایا بیٹا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَمَا خَلَقْتُكَ | اگر میں محمد کو پیدا نہ کرتا تو اے آدم تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(معارج النبوۃ صہ ۸ ج ۲)

مکتوبات میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے میرے محبوب۔

لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّتَهٗ۔ | اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ کرتا۔

ثابت ہوا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ شمس و قمر نہ شجر و حجر، نہ برگ و ثمر، نہ عرش و فرش، نہ زمین و آسماں، نہ چنیں و چناں، نہ مکین و مکاں، نہ زمین و زماں۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

زمین و زماں تمہارے لئے
مکین و مکاں تمہارے لئے
بنے دو جہاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے
اُٹھے بھی وہاں تمہارے لئے

ی اور شاعر نے یوں کہا۔

جے خالق نے آقا نوں گھلناں نہ ہوندا
قسم رب دی دنیا بنائی نہ جاندی
جے دنیا دے دلبر نے اوناں نہ ہوندا
ایہہ رونق جہاں اتے لائی نہ جاندی

جے اُمّت دے والی نرالے نہ ہوندے
ایہہ اُمّت کدے بخشوائی نہ جاندی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قَالَ کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرُھُمْ فِی الْبَعْثِ۔

فرمایا میں پیدائش میں نبیوں سے اوّل ہوں اور بعثت میں آخر ہوں۔

حضراتِ گرامی!

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق ہر چیز سے پہلے ہوئی اور تشریف آوری آخر میں ہوئی۔ میاں محمد فرماتے ہیں۔

نورِ محمدؐ روشن آہا آدم اجے نہ ہویا
اوّل و آخر دوئے پاسے اوہو مُل کھلویا

یہی وجہ ہے کہ ابھی دنیا میں آپ کا ظہور نہیں ہوا مگر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی سے شروع ہے۔

تبع حمیری اسعد!

تبع حمیری اسعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے یمن سے چلا اور اپنے ساتھ علماء حکماء اور ایک بھاری لشکر لے کر مکہ معظمہ میں آیا۔ یمن سے لے کر مکہ معظمہ تک راستے میں جہاں کہیں بھی ٹھہرتا لوگ اس کا استقبال کرتے۔ مگر جب وہ مکہ مکرمہ میں آیا تو کسی نے بھی اُس کی تعظیم و تکریم نہ کی۔ تبع نے وزیر سے کہا یہ کیسے لوگ ہیں جو میری

پرواہ نہیں کرتے حالانکہ تمام لوگ میرے تابع ہو چکے ہیں۔ وزیر نے کہا۔

ایشاں را خانۂ خدا است	ان کے ہاں ایک گھر ہے جسے
کہ آں را کعبہ گوئیند	وہ خانہ کعبہ کہتے ہیں۔

اس کی موجودگی میں یہ لوگ کسی کی تعظیم نہیں کرتے۔ تبع نے دل میں خیال کیا۔ کہ خانہ کعبہ کو تباہ کر دوں گا۔ ان کے مکین مردوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لوں گا۔ ابھی وہ اس خیال میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دردِ سر میں مبتلا کر دیا اور ایسا بے طاقت ہوا کہ اُٹھ نہ سکتا تھا۔ بلکہ اس کی آنکھوں کانوں اور ناک سے بدبودار پانی جاری ہو گیا۔ ایسا گندہ اور بدبودار پانی تھا۔ کہ کوئی بھی اُس کے قریب نہ جا سکتا تھا۔ اطباء ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور کہا کہ یہ کوئی آسمانی بیماری ہے۔ اس کا علاج ہمارے بس سے باہر ہے ایک دانشمند حکیم نے اسے تنہائی میں کہا بادشاہ سلامت اگر آپ مجھے اپنا راز بتا دیں تو میں اس کا علاج سوچ سکتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ میں نے اس کے گھر اور اس شہر کو ویران کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ دانشمند کہنے لگا تو اس ارادۂ بد سے توبہ کیجئے۔ کیونکہ اس کا گھر کا ایک مالک ہے جو بہت زیادہ طاقت والا ہے اور جو بھی اس کی وہ خود حفاظت کرتا ہے۔ اور یہ بھی اس کے ویران کرنے کا پروگرام بناتا ہے۔ وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ تبع نے فوراً توبہ کی اور کعبہ و اہالیان کعبہ کی تعظیم و تکریم کا دل میں تہیہ کیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد کعبہ کو غلاف چڑھایا اور اپنی قوم کو بھی حکم فرمایا کہ اس کی تعظیم بجا لاؤ۔ اور یہاں کے رہنے والوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ پھر مکہ سے مدینہ آیا۔ اس وقت مدینہ میں صرف پانی کا ایک چشمہ تھا۔ نہ کوئی آبادی اور نہ ہی کوئی شہر کا نام و نشان

تبع کے ساتھ تقریباً دو ہزار اہلِ علم تھے۔

علمائے در کتب خواندہ بودند کہ آں زمین یثرب طیبہ مقدس مہاجر رسول خدا آخر الزماں است۔	ان علماء نے سابقہ آسمانی کتابوں میں پڑھا تھا کہ یہ زمین مقدس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے۔

ان میں چار سو علماء جو تمام علماء میں افضل تھے۔ انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ اب ہم یہاں سے واپس نہیں جائیں گے۔ اس امید پر کہ یہاں رسولِ عربی کا دیدار ہو گا۔ اُن علماء نے تبع کو بتایا تو اُسے بھی یہی تمنا پیدا ہو گئی۔ ایک سال تک تبع نے مدینہ میں قیام کیا۔ پھر بوقتِ روانگی حکم دیا۔ کہ ان چار سو علماء کو علیحدہ علیحدہ مکان تعمیر کروا دیا جائے۔ مکان کے ساتھ ہر ایک کو ایک ایک لونڈی آزاد کر کے نکاح کر دی اور وصیت کر دی کہ اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو اور میں زندہ ہوں تو مجھے اطلاع کر دینا۔ ورنہ میرا خط پہنچا دینا۔ اولاد کو وصیت کرنا تاکہ وہ میرا خط پہنچا دیں۔ اس کے بعد تبع نے سنہری خط لکھ کر ان چار سو علماء میں سے سب سے بڑے عالم کے سپرد کر دیا اور کہا کہ اولاد دَر اولاد وصیت کرتے رہنا۔

خط کا مضمون!

اے پیغمبر آخر الزماں اے برگزیدۂ خداوند جہاں، اے بروزِ شمار شفیع بندگان من کہ تبعم تو	اے نبی آخر الزماں اے برگزیدۂ خداوند جہاں اے بروزِ شفیع بندگان میں تبع ہوں آپ

ایمان آوردم بآن خداوند
کہ تو بندہ وپیغمبر اوئی
گواہ باشی کہ بر ملت توام
و بر ملت پدر تو ابراہیم خلیل اللہ
اگر بینم واگر نہ بینم تامرا فراموش
نکنی و روز قیامت مرا شفیع
باشی۔

پر ایمان لایا ہوں اور آپ
کے دادا ابراہیم علیہ السلام
کی ملت پر ہوں اگر مجھے آپ
کی زیارت ہوگئی تو زہے نصیب
ورنہ روز قیامت مجھ غریب کو
بھول نہ جانا اور وہاں میری
شفاعت فرمانا۔

حضرات! یہ خط چلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں سب کی خواہش ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں۔ حتیٰ کہ مدینہ والے آپکی اونٹنی کی مہار پکڑ کر اس کا منہ اپنے اپنے مکان کی طرف کرنے لگے مگر اللہ کے نبی نے فرمایا میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو جس جگہ میں نے جانا ہے یہ جانتی ہے اور پھر آپ کی سواری چلتی چلتی ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلی گئی۔ یہ وہی گھر تھا جو تبع نے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کروایا تھا۔ آپ کے تشریف لانے پر تبع کا خط پیش کیا گیا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تبع کا خط پڑھ کر سنایئے۔ آپ نے تبع کا نام سن کر اسے دعا دی۔ جس نے خط پیش کیا۔ اس کا نام ابو یعلی تھا۔ آپ نے ابو یعلی کو نوازا اور اس کی تعظیم و تکریم کی۔

(تفسیر روح البیان ص ۶۰۸ ج ۴)

حضرات!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ازل سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اور پھر اس کا ذکر کب ختم ہو۔ جس کا ذکر خود خدا کرے۔

نورِ محمدؐ روشن آہا آدم اجے نہ ہویا
اوّل آخر دوئے پاسے اوہو کُل کھلویا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (پ ۳۰)	اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت سے پہلے واقعاتِ عالم کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اصحاب فیل کا واقعہ ولادت شریف سے پہلے کا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا اَلَمْ تَرَ کیا تم نے نہ دیکھا۔ یعنی دیکھا ہے۔

ہاتھی والے!

واقعہ یہ ہے کہ ابرہہ یمن کا بادشاہ تھا۔ ایک دفعہ چلتا چلتا مکہ میں آ گیا اور وہ حج کے ایام تھے۔ اس نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق یہاں آ رہے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو اس نے بطورِ حسد صنعاء میں ایک کنیسہ بنا لیا۔ اس کا مقصد تھا کہ میں مکہ سے حاجیوں کا رُخ موڑ دوں اور لوگ کعبہ کی بجائے اس کنیسہ کو دیکھنے آئیں گے۔ یہ بات بنی کنانہ کے ایک شخص نے سُن لی وہ رات کے وقت نکلا اور اس نے کنیسہ میں غلاظت پھینک دی۔ جب ابرہہ کو پتہ چلا تو اس نے قسم کھا کر کہا میں کعبہ کو ڈھا دوں گا اور پھر وہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ میں آ گیا آتے ہی پہلے حضرت عبدالمطلب کے دو سو اونٹ پکڑ لئے اور ایک شخص کو عبدالمطلب کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا۔

کہ میں لڑنے نہیں آیا بلکہ اس گھر خانہ کعبہ کو ڈھانے آیا ہوں۔ قاصد نے عبدالمطلب سے ملاقات کی اور ابرہہ کا پیغام پہنچایا۔ بعدازیں حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس اپنے اونٹ لینے گئے۔ ابرہہ کہنے لگا۔ افسوس تمہیں اللہ کے گھر کی کوئی فکر نہیں اپنے اونٹ لینے آ گئے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اونٹوں کا مالک میں ہوں ان کی فکر مجھے ہے۔ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ غصے میں بھڑک اٹھا اور اونٹ عبدالمطلب کے حوالے کر دیئے۔ اور کہنے لگا کہ اب مجھ سے کعبہ کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ حضرت عبدالمطلب یہ سنتے ہوئے واپس آ گئے اور کعبہ کی زنجیر پکڑ کر کہنے لگے کہ اے پروردگار اب تیرے سوا ان کے مقابلہ میں کسی سے امید نہیں رکھتا۔ یارب اپنے حرم کو ان سے محفوظ رکھ۔ اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے۔ ان کو اپنی بستی اجاڑنے سے روک لے۔ یہ مناجات کر کے کعبہ کی زنجیر چھوڑ دی۔ اور واپس اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ اور آتے ہی دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ ادھر ابرہہ نے ہاتھیوں کو کعبہ کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ بڑا ہاتھی جس کا نام محمود تھا۔ جو بہت بڑا قد آور اور جسیم تھا۔ ابرہہ کی از حد کوشش تھی کہ کسی طرح یہ کعبہ کی دیوار دل کو ٹکر مار کر گرا دے کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیلوں جیسے کچھ پرندے بھیجے۔ ہر پرندہ کے پاس چنے اور مسور کے برابر تین تین پتھر تھے۔

فِیْ مِنْقَارِہٖ حَجَرٌ	ایک پتھر چونچ میں اور دو
حَجَرَانِ فِیْ رِجْلَیْہِ	دونوں پنجوں میں تھے۔

جب ان پرندوں نے ان ہاتھی والوں پہ پتھر گرائے تو جس پر پتھر لگا وہ اسی جگہ ہلاک ہو گیا۔ تفسیر مظہری میں ہے۔ کہ جس کافر پر وہ پتھر مارا جاتا تھا۔

اس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح وہ تمام اور ان کے ہاتھی مارے گئے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر کوہ ثبیر پر چڑھ گئے۔ تاکہ دیکھیں کہ آج ابرہہ کے ہاتھیوں کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کون سی طاقت آتی ہے۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک کملی والے کا نور عبدالمطلب کی پیشانی میں چمکا اٹھا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بڑے ہاتھی نے مجھے دیکھا تو پہلے سجدہ کیا پھر بلند آواز سے پکارنے لگا۔

اَلسَّلَامُ عَلَی النُّوْرِ	اے عبدالمطلب آپ کی پشت
الَّذِیْ فِیْ ظَهْرِكَ	میں جو نور جلوہ افروز ہے
يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ	میرا اس نور پاک کو سلام ہو

تفسیر مظہری میں ہے کہ ان ہاتھیوں میں محمود ہاتھی بچ گیا اور دوسرے ہاتھی جنہوں نے کعبہ کی طرف حملہ کی کوشش کی وہ سب ہلاک ہو گئے۔

(تفسیر مظہری پ ۳۰ - خصائص کبریٰ ص ۴۳ ج ۱)

حضرات!

یہ تو تھی ھُوَ الاَوَّل کی مختصر تشریح۔

وَالآخِرُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آخر بھی ہیں کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے۔

وَالظَّاهِرُ۔ آپ ظاہر بھی ہیں۔ کہ سب پر ظاہر ہیں۔ ایسے ظاہر کہ آپ کو جانور بھی جانیں۔ چرند، پرندہ۔ شمس و قمر، شجرو حجر، بلکہ زمین و آسمان کی ہر چیز ہی آپ کو جانے اور پہچانے۔

وَالْبَاطِنُ - آپ باطن ہیں کہ آپ کی حقیقت کو کوئی نہ پہچان سکا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ (مطالع المسرات صـ ۱۲۳)	اے ابوبکر مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کوئی نہ پہچان سکا۔

محمد سرِ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

میں اس پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ٥

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی ایک آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل عالمِ ارواح میں دو جلسے منعقد کئے۔ ایک جلسہ توحید کا اور دوسرا رسالت کا۔

جلسۂ توحید!

خالقِ کائنات نے اپنی وحدانیت کے اقرار کے لیے تمام روحوں کو جمع کیا۔ ان میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، ادنیٰ بھی تھے اعلیٰ بھی، ماننے والے بھی تھے منکر بھی، کافر بھی تھے مسلمان بھی، عام بھی تھے اور خاص بھی، سب روحوں کو اکٹھا کر کے فرمایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے قَالُوْا بَلٰی، کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے شَہِدْنَا۔ ہم گواہ ہوئے۔ پ۹

حضرات!

یہ تھا جلسہ توحید۔ اب سنیئے جلسہ رسالت۔

جلسۂ رسالت!

جلسۂ توحید میں تو سبھی تھے۔ مگر جلسۂ رسالت میں صرف خاص ہی تھے۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب کے لئے محبوبوں کو جمع کیا۔ اس لئے کہ

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

خواصین یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کو بلایا گیا اور کملی والے کی ولادت باسعادت کا ذکر سنایا گیا۔

میلاد کا بانی!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ۔ اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ تو تم ضرور بضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ قَالَ

فَاشْهَدُوْا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔ وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حضراتِ گرامی!

یہ تھا جلسہ رسالت جس میں وعدہ لینے والا خود خدا تھا۔ جن سے وعدہ لیا جا رہا تھا۔ وہ انبیاء کی مقدس جماعت تھی اور جن کے متعلق وعدہ لیا جا رہا تھا۔ وہ باعثِ تخلیق کائنات محبوب خدا افضل الانبیاء احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک تھی۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اس جلسۂ رسالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خدا خود، میرِ مجلس بود
اندر لامکاں خسرو!
محمدؐ شمع محفل بود
شب جائے کہ من بودم

معزز سامعین!

قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بانی خود اللہ تعالیٰ ہے اور سب سے پہلے حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ خود خالقِ کائنات نے انبیاء کرام کی جماعت میں کیا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ:۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے دوسرے مقام میں حضرت زکریا و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی ولادت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ (پ ۱۶)	اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا۔
وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ (پ ۱۶)	اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حضرت زکریا و حضرت عیسیٰ علیہما السلام اپنی ولادت پر سلام بھیجتے ہیں۔ اگر زکریا و عیسیٰ علیہما السلام کے یوم ولادت پر بھیجا جاسکتا ہے تو پھر وہ نبی جو زکریا و عیسیٰ علیہما السلام کے بھی نبی ہیں۔ انکی ولادت پر سلام کیوں نہیں بھیجا جاسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سُنا کر آپ کا میلاد بیان کیا۔

بشارت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط (پ ۲۸)	اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔

حضراتِ محترم!

یہ قرآن مجید کا ارشاد ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرماتے ہیں۔ شاید کوئی منکرِ قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بشارت کو نہ مانے۔ میں ان کے لئے برناباس کی انجیل کا اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو خطبہ ارشاد فرمانا موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو خطاب۔

I AM INDEED SENT TO THE HOUSE OF IZRAIL AS A PROPHET OF SALVATION. BUT AFTER ME SHELL COME THE MESHIAA SENT OF GOD TO ALL THE WORLD. FOR WHOM GOD HATH MADE THE AND THEN THROUGH ALL THE WORLD. WILL GOD WORSHIPED AND MERCY RECEIVED.

ترجمہ :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بے شک میں تو فقط بنی اسرائیل کے گھرانے کی نجات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میرے بعد مسیحا تشریف لائے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ سارے جہان کے لئے مبعوث فرمائے گا۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے۔ اسی کی کوششوں کے باعث ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پرستش کی جائے گی اور اس کی رحمت نصیب ہوگی۔ (انجیل برناباس باب ۸۲ بحوالہ ضیاء القرآن صفحہ ۲۲۰ ج۔ ۵)

حضرات!
علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر اور ان کی یاد منانے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انبیاء کی یادیں منانا!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (پ ۱۶)	اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ صدیق تھا (نبی) غیب کی خبریں بتاتا
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (پ ۱۶)	اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتلانے والا۔
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (پ ۱۶)	اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا۔
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (پ ۱۶)	اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں بتاتا۔

معزز سامعین!

قرآن مجید کی ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور محبوب انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنا اور ان کی یاد میں منانا یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو پھر اس محبوب کا ذکر ولادت اور اُن کی یاد منانا جو سیدالانبیاء امام الانبیاء ہوں اور جن کے لئے ساری کائنات معرض وجود میں آئی ہو کیونکر جائز نہیں۔

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ ۳۰) اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔ بخاری شریف میں ہے کہ

وَمُحَمَّدٌ نِعْمَةُ اللّٰهِ (بخاری شریف ص۵۶۶ ج ۲)	اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کہ اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو) اور بخاری شریف سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ لہٰذا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا ذکر کرنا آپ کے معجزات بیان کرنا آپ کی صفات بیان کرنا۔ نعت شریف پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب نے آپ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا۔ تو پیر کے روز اس پر قبر کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔ بہرحال یہ نہ سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد صرف

ہم ہی بیان کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد خود خداوند تعالیٰ نے بھی بیان کیا۔ جیسا کہ تیسرے پارہ کی آیۂ کریمہ سے ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد خود بھی بیان کیا اور آپ کا میلاد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی بیان کیا۔ آپ کا میلاد بزرگانِ دین و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا۔

آیئے سُنیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا میلاد خود آپ بیان کیا ہے۔

میلادُ النبی بزبان نبی!

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ	میں محمد ہوں عبد اللہ کا بیٹا
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ	اور عبد المطلب کا پوتا اللہ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ	تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا
اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ	تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا
فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ	پھر ان میں گروہ پیدا کئے۔
فِرْقَۃً ثُمَّ جَعَلَہُمْ	(یعنی عرب و عجم) اور مجھے
فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ	اچھے گروہ یعنی عرب سے
فِیْ خَیْرِہِمْ فِرْقَۃً	بنایا۔ پھر عرب میں قبیلے بنائے
ثُمَّ جَعَلَہُمْ قَبَائِلَ	اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے
فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِہِمْ	(قریش) میں بنایا پھر (قریش)

قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔
(مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۳)

میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا (یعنی بنو ہاشم میں) پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات!

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد صحابہ کرام نے بھی بیان کیا۔ آیئے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ارشادات سنیئے

حضرت ابوبکر کا ارشاد!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک پر ایک درہم بھی خرچ کیا۔ کَانَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت عمر کا ارشاد!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک کی تعظیم و تکریم کی

فَقَدْ اَحْیَاءَ الْاِسْلَامَ	تحقیق اس نے اسلام کو زندہ کیا۔

حضرت عثمان کا ارشاد!

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر ایک درہم بھی خرچ کیا۔

فَکَاَنَّمَا شَہِدَ غَزْوَۃَ بَدْرٍ وَّ حُنَیْنٍ	گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں شریک ہوا۔

حضرت علی کا ارشاد!

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے نبی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پاک کی تعظیم کی۔ اور اسے بیان کرنے کی کوشش کی وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں جائے گا۔

وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ (النعمۃ الکبریٰ ص)	اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

حضرات!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بزرگانِ دین و اولیاء عظام نے بھی بیان کیا۔

آیئے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بزرگانِ دین کے اقوال

سُنیئے۔

علامہ اسمٰعیل حقی کا قول!

حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ یُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ (روح البیان ص۵۶ ج۹)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت پر شکر کا اظہار کرنا ہمارے نزدیک مستحب ہے۔

شارح بخاری کا قول!

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتِ طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے اور سرور ظاہر کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ تجربہ شدہ عمل ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ وامان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف

کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرأً اِتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہٖ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا لِیَکُوْنَ اَشَدُّ عِلَّۃً عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۳۹ ج ۱)

اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت رحم فرمائے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرّت کی عیدیں بنا لیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

صاحب مجمع بحار الانوار کا قول!

مَظْھَرُ مَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَالرَّحْمَۃِ شَھْرُ رَبِیْعِ الْاَوَّلُ وَ اِنَّہٗ شَھْرٌ اُمِرْنَا بِاِظْھَارِ الْفَرْحِ فِیْہِ کُلَّ عَامٍ

(مجمع بحار الانوار ص ۵۵ ج ۳)

ربیع الاوّل کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار و سرور کا حکم دیا گیا ہے۔

علامہ عبدالحق کا قول!

علامہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم (ماثبت بالسنہ صـ۷۹)

اور اہلِ اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے میلادِ مبارک کے زمانے میں

حسن بصری کا قول!

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو۔

فَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ

تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلادِ پاک پر خرچ کر دوں۔

امام شافعی کا قول!

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے محفلِ میلاد میں دوستوں کو جمع کیا کھانا کھلایا، مکان خالی کرایا اور میلاد خوانی کا سبب بنا۔

يَبْعَثُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ

اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانہ جنت النعیم ہوگا۔

وَيَكُوْنَ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ

معروف کرخی کا قول!

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھانا پکایا۔ لوگوں کو جمع کیا، نیا لباس پہنا، اور خوشبو سے میلاد کی جگہ کو معطر کیا اور چراغاں کیا۔

حَشَرَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الْغُرْفَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ النَّبِیّٖنَ

تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو انبیاء کرام کا ساتھی بنا دے گا۔

اور جس گھر میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط، وبا، غم، غرق ہونا اور تمام آفات و بلیات، بری نظر اور چوروں سے محفوظ رکھتا ہے۔

فَاِذَا مَاتَ هَوَّنَ اللّٰہُ عَلَیْہِ جَوَابَ مُنْکَرٍ نَّکِیْرٍ

(النعمۃ الکبریٰ ص۹)

جب فوت ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے سوالوں کے جواب آسان فرما دے گا۔

جلال الدین سیوطی کا قول!

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں

مسجد اور جس محلہ میں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پاک پڑھا جائے اللہ کی رحمت کے فرشتے اس مکان، اس مسجد اور اس محلّہ کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اس مکان والوں پر درود شریف پڑھتے ہیں۔

(ربا الوسائل فی شرح الشمائل)

شاہ ولی اللہ کا قول!

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کے دن مکّہ معظمہ میں جس جگہ آپ پیدا ہوئے اس مقام پر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ وہاں آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔

جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھیں۔ پس میں نے ذرا تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار اُن ملائکہ کے ہیں۔ جو ایسی مجالس پر موکل و مقرر ہوتے ہیں۔

وَرَأَيْتُ يُخَالِطُهٗ أَنْوَارُ الْمَلٰئِكَةِ وَأَنْوَارُ الرَّحْمَةِ

(فیوض الحرمین صہ ۲۷)

اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت آپس میں ملے ہوتے ہیں۔

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسّر نہ آیا۔

تو میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ

فَرَأَيْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمَّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَاشًا۔
(دُرُّالثمین ص۴)

پس میں نے دیکھا کہ وہی بھنے ہوتے چنے آپ کے روبرو پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور و خوش ہیں۔

گنگوہی کا قول!

مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے۔

وحق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسرور فاتح خواندن یعنی ایصالِ ثواب بروح پرفتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است۔
(استفار السائل)

اور حق بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اور آپ کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرنا۔ یہ انسان کی بہت بڑی نیک بختی ہے۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات گرامی!

قرآن و حدیث کے معتبر دلائل، صحابہ کرام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ارشادات اور بزرگانِ دین کے اقوال سے معلوم ہوا۔ کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بیان کرنا، جائز و مستحسن ہے اور ذریعہ نجات ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد آج سے ہی نہیں بلکہ ازل سے شروع ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان قرآن و حدیث، صحابہ کرام و بزرگانِ دین سے نقل کئے گئے متعدد حوالہ جات پڑھ یا سُن کر اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو اُس کے اپنے ایمان میں تو شک ہو سکتا ہے۔ مگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں شک ہو سکتا نہیں۔ ہرگز نہیں۔

حضرات! یہ تو تھی بات ماننے والوں کی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی منکر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی کرے تو اسے بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔

میلادُ النبی کی خوشی!

ابولہب کافر تھا۔ اُس کی ایک لونڈی جس کا نام ثویبہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی تو اُس لونڈی نے آکر ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تجھے مبارک ہو اللہ نے تجھے بھتیجا عطا کیا ہے۔ چنانچہ ابولہب نے یہ سُنتے ہی شہادت کی انگلی کے اشارہ سے اُسے آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا۔ تو گھر والوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ ابولہب عذاب میں مبتلا ہے۔ پوچھا کیا حال ہے۔

قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا اِنِّىْ سُقِيْتُ فِىْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِىْ ثُوَيْبَةَ۔

(بخاری شریف ص ۷۶۴، ج ۲)

ابولہب نے کہا تمہارے بعد مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی مگر ثوبیہ کے آزاد کرنے سے مجھے اس انگلی کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے۔

یعنی ہر پیر کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جس انگلی کے اشارہ سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے چوسنے سے آرام ملتا ہے۔

حضرات!

معلوم ہوا کہ اگر ایک کافر ولادت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خوشی کرے تو قبر میں اس کو بھی فائدہ ملتا ہے۔ اگر اُمتی ہو کر خوشی کرے گا اسے کیوں نہ فائدہ ملے گا۔ ضرور ملے گا۔ لیکن یاد رہے کہ

؎ محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
آتے ہیں وُہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

معزز سامعین!

سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ولادت کی ہر چیز نے خوشی منائی جیسا کہ کتب سیر میں آتا ہے۔ مگر صرف شیطان لعین ہی رنجیدہ اور ناخوش ہوا۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

؎ نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شرح شیخ زادہ میں ہے۔

شیطان کا واویلا!

کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر میں منتقل ہوا تو صبح کو شیطان لعین کا تخت اوندھا پڑا تھا اور اسی غم میں شیطان چالیس دن تک دریاؤں میں غوطہ لگاتا رہا۔ پھر کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گیا اور ایک ایسی چیخ ماری جس سے اُس کی تمام اولاد جمع ہو گئی۔ اور شیطان کو روتا ہوا دیکھ کر پوچھنے لگے۔ استاد جی خیر تو ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ آج تک پریشان نہیں ہوئے تو ان سے شیطان نے کہا۔

وَیۡلَکُمۡ ھَلَکۡتُمۡ ھٰذِہِ الۡمَرَّۃَ ھَلَاکًا لَمۡ تَھۡلِکُوۡا مِثۡلَہٗ قَدۡ قَالُوۡا وَمَا الۡقِصَّۃُ فَقَالَ مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ الۡمَبۡعُوۡثُ۔

(شرح قصیدہ بردہ ص۱۱)

افسوس و ہلاکت ہے تم پر اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہوئے ہو کہ ایسی ہلاکت اس سے پہلے تم پر کبھی نہ ہوئی۔ ذریت شیطان نے کہا کہ قصہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ عنقریب محمد بن عبد المطلب تشریف لا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوں گے۔

حضرات محترم!

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو لوگ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پاک کی خوشی مناتے ہیں اور میلاد النبی کی محفلیں منعقد

کرتے ہیں۔ وہ کس کی پیروی کرتے ہیں اور جو میلاد النبی کی مخالفت کرتے ہیں وہ کس کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعمتِ عظمیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ

رَسُولُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پ ۴)	بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

معزز سامعین!

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا

ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہم انہیں شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر تے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر یہ نہیں فرمایا کہ اے لوگو میں نے تمہیں یہ نعمت دے کر احسان کیا ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں۔ احسان فرمایا مگر جتلایا نہیں ـــــ سُننے کے لئے کان دیئے احسان فرمایا مگر جتلایا نہیں ـــــ سُونگھنے کے لئے ناک دیا احسان فرمایا مگر جتلایا نہیں ـــــ چلنے کے لئے پاؤں دیئے مگر جتلایا نہیں ـــــ اسی طرح پانی، ہوا چاند، سورج، ستارے، کھانے کے لئے پھل، سبزیاں خدمت کے لئے چوپائے الغرض خالقِ کائنات نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں۔ احسان تو فرمایا مگر جتلایا نہیں۔ لیکن جب محبوب کی باری آئی۔ فرمایا اے ایمان والو تم پر احسان کیا۔ اس لئے کہ باقی جتنی بھی نعمتیں ہیں۔ ان کی مثل تو دنیا میں موجود ہے مگر یہ محبوب وہ نعمتِ عظمیٰ ہے۔ جس کی کائنات میں کہیں مثال ہی نہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
وہاں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

اس لئے بھی احسان فرمایا کہ باقی تمام نعمتیں دنیا میں ہی ختم ہو جانے والی ہیں۔ مگر کملی والے آقا نے تو قبر و حشر میں بھی کام آنا ہے اور اس لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری پر احسان جتلایا کہ کائنات کی تمام نعمتیں آپ ہی کے صدقہ اور وسیلہ سے ہیں۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ (پ ۲۵)	اس جیسا کوئی نہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ	تم میں کون ہے میری مثل
(مشکوٰۃ شریف ص۱۷۵)	

حضرات گرامی!

اب دیکھنا یہ ہے کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مجھ جیسا کوئی نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میری مثل کوئی نہیں۔ اس میں تطبیق اور فرق کیسے ہوگا وہ اس طرح کہ وہ بھی بے مثل ہے یہ بھی بے مثل ہے۔

وہ خالق ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ مخلوق ہونے میں بے مثل ہے۔

وہ طالب ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ مطلوب ہونے میں بے مثل ہے۔

وہ محب ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ محبوب ہونے میں بے مثل ہے۔

وہ لامکاں ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ بامکاں ہونے میں بے مثل ہے

وہ بے صورت ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ باصورت ہونے میں بے مثل ہے

وہ مولیٰ ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ بندہ ہونے میں بے مثل ہے

وہ عرشی ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ فرشی ہونے میں بے مثل ہے

وہ خدا ہونے میں بے مثل ہے ــــــ یہ مصطفےٰ ہونے میں بے مثل ہے

بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا

وہاں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ نہیں ہے

حضرات محترم!

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمت عُظمیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی نعمتوں کا ذکر اور چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (پ ۶)	اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ ۳۰)	اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

میرے بزرگو اور دوستو!

ان آیات بنیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرنا۔ خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا۔ انہیں بیان کرنا یہ حکم باری تعالیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تو سب سے بڑی نعمت ہے۔ پھر آپ کا میلاد بیان کرنا کیونکر جائز نہیں۔

اور یہی نہیں بلکہ خالقِ کائنات نے گیارہویں پارہ میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پ ۱۱)	تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔

یعنی ارشاد فرمایا کہ جب تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو تم خوشی کرو۔

حضراتِ گرامی!

چونکہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے نعمتِ عظمیٰ ہیں اس لئے اہلِ ایمان آپ کی ولادت کے دن خوشیاں مناتے ہیں۔ میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ کھانا پکا کر تقسیم کرتے ہیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور

اس کی رحمت ہو تو خوشیاں مناؤ۔ اور آپ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات ستودہ صفات سے بڑھ کر ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت کیا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا

رَل خوشیاں یار مناؤ اللہ نے کرم کمایا
ساڈا کملی والا آیا ساڈا کملی والا آیا!
اَج ہویاں چار چوفیرے اوہدے کرم دیاں برساتاں
ہویا نور دا نوری چانن سب مک گیاں کالیاں راتاں
ساڈا کملی والا آیا ساڈا کملی والا آیا

کسی اور شاعر نے یُوں کہا کہ

فضل ربُّ العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مصطفٰےؐ اور کیا چاہیئے

انتقالِ نورُ

کتبِ سیر میں موجود ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نور پاک سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ اطہر میں منتقل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے

اَمَرَ رِضْوَانَ الْجَنَّۃِ اَنْ یُّفْتَحَ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ اَبْوَابَ الْفِرْدَوْسِ	رضوانِ جنت کو حکم فرمایا کہ آج کی رات جنّت الفردوس کے دروازے کھول دیئے جائیں۔

اور اس رات

اِنَّ کُلَّ دَابَّۃٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ وَ رَبُّ الْکَعْبَۃِ وَھُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَ سِرَاجُ اَھْلِھَا

بے شک قریش مکہ کے تمام جانور بول اُٹھے کہ رب کعبہ کی قسم آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک اپنی والدہ کے شکم میں منتقل ہو چکا ہے اور وہ دنیا کے لئے امان اور آفتاب ہیں۔

وَفَرَّتْ وُحُوْشُ الْمَغْرِبِ اِلٰی وُحُوْشِ الْمَشْرِقِ وَکَذٰلِکَ اَھْلُ الْبِحَارِ یُبَشِّرُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا

اور مغرب کے جانور مشرق کی طرف بھاگے اور اسی طرح دریاؤں میں رہنے والے بھی ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے۔

کہ خوشیاں مناؤ ظلم ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آخری نبی رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لے آیا ہے۔ سارے جانور خوش ہو کر کہتے ہیں کہ

مل گئے مصطفٰے اور کیا چاہیئے
فضلِ رب العلیٰ اور کیا چاہیئے

انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی کی

انبیاء کی بشارتیں!

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حمل کا پہلا مہینہ

ہوا میں نے خواب میں ایک دراز قد والے بزرگ دیکھے انہوں نے فرمایا۔ اے آمنہ تجھے بشارت ہو تو سید المرسلین کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں فرمایا میں ان کا باپ آدم علیہ السلام ہوں۔ جب دوسرا مہینہ ہوا۔ ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے انہوں نے فرمایا۔ اے آمنہ تجھے مبارک ہو، تو اولین و آخرین کے سردار کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے کہا آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میں شیث علیہ السلام ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب تیسرا مہینہ ہوا ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا۔ اے آمنہ تجھے مبارک ہو تیرے شکم میں نبی کریم تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں نوح علیہ السلام ہوں۔ چوتھے مہینے پھر ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا تو وہ بھی فرمانے لگے۔ اے آمنہ تجھے مبارک ہو تو نبی الانبیاء کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے فرمایا میں ادریس علیہ السلام ہوں۔ پانچواں مہینہ ہوا تو ایک بزرگ تشریف لائے فرمایا اے آمنہ تجھے بشارت ہو تو تمام انسانوں کے سردار کی ماں بننے والی ہو۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ وہ کہنے لگے میں ہود علیہ السلام ہوں۔ چھٹا مہینہ ہوا تو ایک بزرگ تشریف لائے فرمایا۔ اے آمنہ تو خوش ہو جا تیرے شکم میں نبی ہاشمی جلوہ فرما ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ ساتویں مہینے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ اے آمنہ تجھے مبارک ہو تو اللہ تعالیٰ کے حبیب کی والدہ بننے والی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ وہ کہنے لگے میں اسماعیل علیہ السلام ہوں۔ آٹھواں مہینہ ہوا تو ایک بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے۔ آمنہ تجھے بشارت ہو تو خاتم النبیین کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ کہنے لگے میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ نویں ماہ میں ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے شکم اقدس میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ وُہ فرمانے لگے میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ (نزہت المجالس صنا۱۹ ج۔۲)

حضرات!

آپ نے سُنا کہ نبیوں نے بھی آپ کی تشریف آوری کی خوشی کی۔

فضل رب العلیٰ اور کیا چاہیئے
مل گئے مُصطفیٰ اور کیا چاہیئے

ظہورِ نور!

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رُخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا

وَكُنْتُ عَطْشَىٰ فَتَنَاوَلْتُهَا فَشَرِبْتُهَا	مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا۔ پھر مجھ سے ایک نور چمکا۔
فَاَضَاءَ مِنِّیْ نُوْرٌ	
فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ وَاَبْصَرْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا	پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات دُور فرما دیئے میں نے اس وقت دنیا کے مشرق و مغارب کا معائنہ کیا اور
وَرَاَیْتُ ثَلٰثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِی الْمَشْرِقِ	میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کیے گئے ایک مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا

وَعَلَمًا فِی الْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ	کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔

اور نزہتہ المجالس میں ہے کہ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک جماعت اتری اور ان کے پاس سفید رنگ کے تین جھنڈے تھے۔ ایک جھنڈا انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت پر دوسرا جھنڈا میرے گھر کی چھت پر اور تیسرا جھنڈا بیت المقدس پر نصب کر دیا۔ اس کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

فَاَخَذَنِی الْمَخَاضُ فَوَلَدْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔	پس آثارِ ولادت نمودار ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہو گئی۔

اور پھر کیا تھا۔ کہ

ناگہاں ساکن ہواؤں میں روانی آ گئی
اور چمن کے پتے پتے پر جوانی آ گئی
رحمتِ حق کو یکا یک اِک بہانہ مل گیا
اور آمنہ کو کُنْتُ کَنْزًا کا خزانہ مل گیا
حضرت حسنین کو بے مثل نانا مل گیا
اور ہم گنہگاروں کو بخشش کا بہانہ مل گیا

ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ کہ

رب دیاں نعتاں لائیاں اج آمنہ دے ویہڑے
جنتی حوراں نے آئیاں اج آمنہ دے ویہڑے
ہے شان اوہدی عالی موہڈے تے کملی کالی
والفجر دی جبیں کیتے ہن آسیو میرے
اور کسی نے یوں کہا کہ
نورِ ازلی چمکیا غائب ہنیرا ہو گیا
کملی والا آگیا ہر تھاں سویرا ہو گیا

اُدھر جب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ

فَلَمَّا مَضٰی نِصْفُ اللَّیْلِ رَاَیْتُ الْکَعْبَۃَ سَجَدَتْ	جب آدھی رات گزر گئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ سجدہ کر رہا ہے۔

اور سب سے بڑا بُت ہبل نامی زمین پہ گر پڑا اور اس کے منہ سے یہ آواز نکلی کہ آخری نبی پیدا ہو چکے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے سیدہ آمنہ کے گھر گیا۔ میں نے دیکھا کہ آمنہ کی گود میں والیٔ دو جہاں آگئے اور حضرت عبدالمطلب بھی پکار اٹھے کہ

مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیئے
فضلِ رب العلیٰ اور کیا چاہیئے

فیضِ نور!

روض الفائق میں ہے۔ کہ ملک یمن میں ایک عامر نامی شخص اپنے بُت خانہ میں بیٹھا تھا۔ اُدھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی اور آپ کا نورِ پاک مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیل گیا تو رب تعالیٰ نے عامر کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا۔ عامر نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ملائک زمین پر اُتر رہے ہیں۔ پہاڑ اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ دریں اثنا اُس کا بُت اوندھا گرا اور اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔

وُلِدَ النَّبِیُّ الْمُنْتَظَرُ
یُخَاطِبُہُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ
وَیَنْشَقُّ لَہُ الْقَمَرُ۔

وہ نبی تشریف لے آئے جن کا سینکڑوں برس سے انتظار تھا جس سے درخت اور پتھر کلام کریں گے اور جن کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گا۔

یہ سُن کر عامر جلدی سے اُٹھا اور اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ تم نے وُہ سُنا جو میں سُنتا ہوں۔ کہنے لگی ہاں میں نے بھی سُنا ہے مگر عامر ذرا یہ تو پُوچھو کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں اور ان کا نام کیا ہے۔ اُس نے کہا۔

فَقَالَ اَیُّھَا الْھَاتِفُ
مَا اسْمُ ھٰذَا الْمَوْلُوْدِ
فَقَالَ اِسْمُہٗ مُحَمَّدٌ

اے ہاتفِ غیبی اس مبارک فرزند کا نام کیا ہے۔
پس آواز آئی کہ آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

عامر کی ایک لڑکی بیمار اور اپاہج تھی۔ جس کے ہاتھ پیر رہ گئے تھے۔ جو نیچے کے مکان میں پڑی تھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور کو دیکھ کر عرض کرنے لگی۔ الٰہی اگر اس نور میں برکت ہے تو مجھے بھی اس کا حصّہ مل جائے ادھر یہ بات اُس کے مُنہ سے نکلی کہ فوراً اللہ تعالیٰ نے اُسے صحیح وسالم کر دیا۔ عامر یہ واقعہ دیکھ کر سخت حیران ہوا اور جلدی سے آپ کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ جب مکّہ میں پہنچا تو تلاش کرتا ہوا بی بی آمنہ کے درِ دولت پر پہنچا۔ عرض کیا کہ برائے خدا اس مسافر غریب الوطن عاشقِ زار کو بھی اپنے صاحبزادے کا جمال دکھا دیجئے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گود میں لا کر دکھایا۔ تو دیکھتے ہی پکار اٹھا کہ

مل گئے مُصطفیٰ اور کیا چاہیئے
فضل ربّ العلیٰ اور کیا چاہیئے

دریں اثنا کہ وہ عاشق زار کائنات کے والی کے جمال بے مثل و بے مثال کی زیارت کر رہا تھا۔ کہ آپ کے قدموں پر ہی جان دے گیا۔ اور اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمّت کا پہلا شہید تھا جو آپ پر نثار ہو گیا۔

حضرات محترم!

دیکھا آپ نے یہ ہیں برکات میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی کہ اُس بُت کی پوجا کرنے والے کو ایمان نصیب ہو گیا اور ایسا ایمان کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدموں میں زندگی کے آخری لمحے گزار گیا اور دوسرے یہ کہ اُس کی بیمار بچی بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نور کی برکت سے تندرست ہو گئی جو نورِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو نہیں مانتے وہ ہمیشہ بیمار ہی رہیں گے۔

اسی لیے تو ہم کہتے ہیں۔ کہ

بشاں عشقِ نبی جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخارہ اُن کو آتی نہیں بخاری

معززسامعین!

جب مکہ والوں کو پتہ چلا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ تو تمام دایاں اپنی اپنی سواریوں پر بچے لینے کے لئے نکل پڑیں۔ ان دائیوں میں ایک غریب و مفلس اور مسکین دائی حلیمہ سعدیہ بھی تھی۔ جس کی سواری بھی کمزور تھی اور خود بھی غریب تھی۔ طاقتور سواریوں والیاں آگے نکل گئیں مگر حلیمہ آہستہ آہستہ جا رہی ہے۔

حلیمہ کی خوش بختی!

جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دولت پر پہنچی تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ اے حلیمہ بے شک میرے پاس ایک بچہ ہے کیا تو اُسے دودھ پلائے گی۔ شاید اس بچہ کے سبب تیرا نصیب جاگ جائے۔ حلیمہ نے سُنا تو پکار اٹھی مرحبا۔ کیوں نہیں مجھے جلدی وہ بچہ دیجئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں کملی والے کو لینے کے لئے آمنہ کے مکان میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ

تَفُوْحُ مِنْهُ الْمِسْكُ فَاَشْفَقْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ مِنْ نَوْمِهٖ فَوَضَعْتُ يَدِیْ عَلٰى صَدْرِهٖ	آپ کے جسم مُبارک سے مُشک کی خوشبوئیں مکان کو مہکا رہی تھیں۔ آپ کو بیک وقت جگاتے مجھے ڈر لگا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا وَ فَتَحَ عَيْنَيْهِ اِلَيَّ فَخَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ حَتّٰى دَخَلَ عَنَانَ السَّمَاءِ وَاَنَا اَنْظُرُ فَقَبَّلْتُهُ وَحَمَلْتُهُ

کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور میری طرف دیکھا آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو چہرۂ مبارک سے نکل کر آسمان تک پہنچ گیا۔

پس میں نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو گود میں اُٹھالیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر میں نے والیٔ دو جہاں کو اپنی سواری پر بٹھایا تو سواری پہلے سے تیز ہوگئی۔ راستے میں ملنے والوں نے پوچھا حلیمہ کیا بات ہے کہ پہلے تو تیری سواری چلتی نہیں تھی۔ اب رُکتی نہیں۔ حلیمہ نے جواب دیا۔ کہ

مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیئے
فضلِ ربّ العلیٰ اور کیا چاہیئے

حضرات!

بس اس ضمن میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں کہ اس سال دنیا والوں پہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا۔

اِنعامِ خداوندی!

کہ ہر طرف پوری دنیا میں لڑکے پیدا ہوئے۔

وَاُذِنَ لِنِسَاءِ الدُّنْيَا تِلْكَ السَّنَةِ اَنْ يَحْمِلْنَ الذُّكُوْرًا

اور خداوند تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے حمل کو حکم دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

لِکَرَامَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ۔

بزرگی ثابت کرنے کے لئے اس سال ہر عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔

حضرات!

آپ نے سُنا کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے سال اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ولادت کی خوشی میں لڑکے تقسیم کئے۔ ہم لڈو تقسیم کریں تو ہم پر فتوے۔ خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جس کی طرف کوئی چیز آئے خوشی بھی اسے ہی ہوتی ہے۔

حضور ہمارے ہیں۔ لہٰذا خوشی بھی ہم کرتے ہیں تو

سامعین!

میں عرض کر رہا تھا کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی سواری پہ بٹھا کر جا رہی تھی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میری سواری بیت اللہ شریف کے قریب پہنچی۔ میں نے دیکھا کہ میری سواری نے تین دفعہ کعبہ کی جانب سجدہ کیا۔ پھر اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور ایسی چلی کہ سب سے آگے نکل گئی اور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے کر اپنے مکان میں آ گئی۔ آپ کا تشریف لانا تھا کہ میرے کھجوری چھپڑ میں بہار آ گئی اور فرشتے بھی میرے مکان کا طواف کرنے لگ گئے۔ جب مکہ کی دایاں میرے پاس آئیں اور انہوں نے سرکارِ دوجہاں کو دیکھا تو

کہنے لگیں کہ

سب دائیاں حلیمہ نوں حیرت نال پچھدیاں نیں
کتھوں لے کے توں آئی ایں نیرا ملخوار بڑا سوہنا

حلیمہ نے جواب دیا ۔

اُچ تے ہیں ماڑی آں میری گُلی وی ماڑی اے

میری گود وچہ نبیاں دا سردار بڑا سوہنا

(خصائص کبری صـ۴۷-۴۸ ج۔۱) (مواہب لدنیہ صـ۲۸-۲۹ ج۔۱)

(الوفا صـ۹۴ ج۔۱) (نزہت المجالس صـ۹۸ ج۔۲)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ ذکر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے اور میلادِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں سجانے کی توفیق عطا فرمائے

(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رحمۃٌ للعالمینؐ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے

کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رحمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پ)	اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

معزز سامعین!

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ اور عالمین میں خواہ کوئی نیک ہو یا بد۔ کوئی مومن ہو یا کافر مگر فرق یہ ہے کہ

فَمَنْ آمَنَ رَحْمَةٌ لَهٗ دُنْيَا وَاُخْرٰی وَمَنْ كَفَرَ فَهُوَ رَحْمَةٌ لَهٗ فِي الدُّنْيَا فَقَطْ۔	جو ایمان لایا اس کے لئے آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو کافر ہوا اس کے لئے صرف دنیا میں رحمت ہیں۔

(تفسیر صاوی ص۷۶ ج۔۳)

حضرات!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عالمین کیلئے رحمت ہیں اور عالمین میں خواہ ذ ہن بھی ہو۔ یعنی جن وانس کے لئے آپ رحمت ـــــــ چرند و پرند ے لئے آپ رحمت ـــــــ شجر و حجر کے لئے آپ رحمت ـــــــ ک و شر کیلئے آپ رحمت ـــــــ شمس و قمر کے لئے آپ رحمت ـــــــ ر و بر کے لئے آپ رحمت ـــــــ مشرق والوں کیلئے آپ رحمت ـــــــ مغرب والوں کے لئے آپ رحمت ـــــــ شمال والوں کے لئے آپ رحمت ـــــــ جنوب والوں کے لئے آپ رحمت ـــــــ زمین والوں کے لئے آپ رحمت ـــــــ

فرشتوں کے لئے آپ رحمت ________ غلمان و رضوان کے لئے آپ رحمت
________ بلکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور محبوب کے لئے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ
اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ گویا کہ فرمایا اے محبوب جن کے لئے میں رب العالمین
ہوں۔ اُن کے لئے آپ رحمۃ للعلمین ہیں۔
حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ
الرُّبُوْبِیَّۃ۔ اے نبی اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنی ربوبیت بھی ظاہر
نہ کرتا۔ (مکتوبات شریف)
حضرات!
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا نہ ہوتے تو
خدا تعالیٰ اپنی ربوبیت کو کیونکر ظاہر نہ فرماتا۔ اسمیں حکمت وراز کیا ہے۔ آیئے
سُنیئے کہ
حقیقی مربّی (پالنے والا) خدا تعالیٰ ہے اور بچّے کے لئے مجازی مربی (پالنے
والے) والدین ہیں۔ آپ غور فرمائیں کہ ابھی بچّہ پیدا نہیں ہوا۔ مگر ماں کے دل
میں بچّے کی محبّت پہلے ہی موجود ہے۔ اور جب بچّہ پیدا ہوجاتا ہے تو ماں کس محبّت و
شفقت سے اُسے سینے سے لگاتی ہے اور اس کی پرورش کے سلسلہ میں کون کون
سی تکالیف برداشت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ رات کے وقت جب بچّہ بستر پر پیشاب
کر دے تو ماں بچّے کو خشک جگہ پر لٹاتی ہے اور سردیوں کی ٹھنڈی راتوں میں
خود گیلی جگہ پر لیٹتی ہے۔ خود بے آرام ہوجاتی ہے۔ مگر بچّے کی بے آرامی برداشت
نہیں کرتی۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ وہ اس لئے کہ ماں کے دل میں بچّے کے متعلق

ممتت ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دن رات کا آرام وسکون اپنے بچے پر قربان کر دیتی ہے۔ لیکن اگر ماں کے دل میں بچے کے متعلق یہ رحمت نہ ہوتی۔ تو کیا بچہ پروان چڑھ سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اگر ماں کے دل میں بچے کی رحمت نہ ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ ماں پرواہ نہ کرتی اور بچہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا۔

حضرات گرامی!

اسی طرح رب تعالیٰ نے فرمایا اے دنیا والو! میں رب العالمین ہوں۔ عالمین کو پالنے والا۔ اور میرا نبی رحمۃ للعالمین عالمین کے لئے رحمت۔ یوں سمجھیں کہ اگر ماں کے دل میں بچے کے متعلق رحمت نہ ہوتی تو بچہ نہ پلتا یونہی اگر میرا محبوب رحمت بن کر نہ آتا۔ نہ کائنات وجود میں آتی اور نہ میں اپنا رب ہونا ظاہر کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

مواہب میں ہے۔ کہ

اِنَّ لَیْلَۃَ الْمَوْلُوْدِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ	بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت والی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اس لئے کہ:۔

اِنَّ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ وَقَعَ فِیْھَا التَّفَضُّلُ عَلٰی اُمَّتِہٖ مُحَمَّدٍ صلی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ	بے شک لیلۃ القدر میں خاص اُمتِ محمدیہ کو فضیلت عطا ہوئی

مگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات۔

وَقَعَ التَّفَضُّلُ فِیْھَا	تمام جہانوں پر فضل ہوا کیونکہ

عَلٰی سَائِرِ الْمَوْجُوْدَاتِ فَھُوَ الَّذِیْ بُعِثَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اس میں حضور سب جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

شاعر کہتا ہے کہ:-

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رُتبے پان والا آگیا!

حضرات!

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنوں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ اور بیگانوں کے لئے بھی آیئے دیکھیں کہ آپ بیگانوں کے لئے کیسے رحمت ہیں۔

شیطان پر رحمت!

معارج النبوۃ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو لعنتی قرار دیا تو ایک زبردست فرشتہ اس پر مسلط کر دیا تاکہ وہ اس کی گردن پر مُکے مارتا رہے اور جب مُکے پڑتے تو ان مُکّوں سے ابلیس چلاتا تھا اور دوسرے دن تک اس کے چہرے پر اس ضرب کا نشان رہتا۔ حتیٰ کہ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں تشریف فرما ہوئے اور وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو ابلیس نے رو کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔ اے اللہ! میں بھی عالمین میں سے ہوں۔ مجھے بھی تیرے محبوب کی رحمت سے کچھ حصہ ملنا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی فریاد کو سن کر اس فرشتہ کو حکم دیا کہ آج کے بعد اس ملعون پر مُکے نہ مارے جائیں اور پھر صدقہ کملی والے کا اس [illegible]

اس طرح شیطان کو بھی رحمتِ رسالت مآب کا حصہ مل گیا۔

(معارج النبوۃ ص۲۲۲ ج ۱)

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رُتبے پان والا آگیا!

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو پوری دنیا میں لڑکے پیدا ہوئے۔ جیسا کہ خصائص کبریٰ میں ہے۔

وَاَذِنَ لِنِسَاءِ الدُّنْیَا تِلْکَ السَّنَۃَ اَنْ یَّحْمِلْنَ الذُّکُوْرَ اِکْرَامًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اور حکم دیا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی عورتوں کے رحم کو۔ کہ اس سال ہر عورت کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی اور کرامت کی وجہ سے ہوا۔

(خصائص کبریٰ ص۴۷ ج ۱)

حضرات!

لڑکے کیوں پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ عرب میں جہالت کا دور تھا۔ اگر ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اسے زندہ دفن کر دیتے۔ اور یہ ظلم تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت بھی کوئی بچی پیدا ہوتی تو اسے زندہ دفن کر دیا جاتا۔ یہ ظلم ہوتا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کائنات کے لئے رحمت تھے۔ لہٰذا آپ کے بتقاضاءِ رحمۃ للعالمین پوری دنیا میں بچے ہی ہی پیدا ہوئے۔

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رُتبے پان والا آگیا

حضرات!
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ آپکو پتھر مارتے طرح طرح کی تکلیفیں دیتے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سے بدلہ نہ لیتے بلکہ بتقاضاءِ رحمۃ للعالمین سب کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

دُشمنوں پر رحمت!

جنگِ اُحد میں کفار نے پتھر مار کر آپ کے دانت مبارک شہید کر دیئے۔ اور چہرہ انور زخمی ہو گیا۔ چہرہ اقدس سے خون بہہ رہا ہے اور جب یہ منظر صحابہ کرام نے دیکھا۔ تو بارگاہِ رسالت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ظالموں پر بددعا فرمایئے۔ آپ یہ سُن کر جواب دیتے ہیں۔

میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ دعا کرنے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں	اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّرَحْمَۃً۔

جناب رحمۃ للعالمین نے ہنس کر فرمایا!
کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا
آپ ان پتھر مارنے والوں اور ایذئیں پہنچانے والوں کیلئے دُعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (شفا شریف صہ۹۱ ج۔۱)

اے اللہ میری قوم کو ہدایت نصیب فرما کیونکہ وہ سمجھاتے نہیں۔

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رتبے پان والا آگیا

اسی طرح جب کملی والے آقا طائف میں تشریف لے جاتے ہیں تو ظالم آپ کا تمسخر اڑاتے ہیں اور آپ کو اتنے پتھر مارے کہ آپ کے پاؤں مبارک لہولہان ہوگئے۔ خدمتِ اقدس میں عرض کی گئی۔ اے اللہ کے نبی ان ظالموں کے لئے بددعا فرمائیں۔ تو آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ میں دنیا والوں کے لئے زحمت بن کر نہیں بلکہ رحمت بن کر آیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دشمنوں سے بدلہ نہ لیتے بلکہ انہیں معاف فرما دیتے وہ ہندہ جو آپ کے چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر چبا گئی تھی۔ اسے معاف کر دیا وہ وحشی جس نے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اسے بھی معاف کر دیا وہ ہبار بن اسود جس نے آپ کی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہوگیا اور اسی تکلیف سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے ان کی رحلت ہوئی۔ اُسے بھی اپنے دامنِ رحمت میں داخل فرماتے ہوئے معاف کر دیا۔ وہ لبید بن اعصم جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جادو کیا تھا۔ پتہ چلنے پر اُس کو بھی معاف فرما دیا اور جس یہودی عورت نے کھانے میں آپ کو زہر دیا تھا اس کو بھی معاف کر دیا۔

(انوارِ محمد صہ۲۲)

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رُتبے پان والا آ گیا

اور

گالیاں دیتا تھا کوئی تو دُعا دیتے تھے
دشمن بھی آ جاتا اگر کملی کو بچھا دیتے تھے

اور

سلام اس پر کہ جس نے ظلم سہہ سہہ کر دعائیں دیں
وُہ جس نے کھائے پتھر گالیاں پھر بھی دعائیں دیں

لونڈی پر رحمت!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج سے واپس آئے دوسرے روز گھر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لونڈی نے اپنی پشت پر آٹے کا تھیلہ رکھا ہوا ہے اور وہ رو رہی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اے لونڈی تو کیوں روتی ہے عرض کیا میں فلاں عیسائی کی لونڈی ہوں۔ صبح اس نے مجھے چکی پر آٹا پیسنے کے لئے بھیج دیا۔ حالانکہ میں بیمار ہوں مجھے دیر ہو گئی ہے۔ میں ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے مارے گا۔ رحمۃ للعالمین نے فرمایا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں تمہاری سفارش کروں گا۔ یہ آٹے کا تھیلہ مجھے دو میں اسے سر پر اٹھا لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تھیلا اپنی پشت مبارک پر رکھ لیا اور تیز تیز چل دیئے لونڈی نے کہا آپ تیز چل رہے ہیں میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ نہ ہی مجھ میں تیز چلنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری چادر کا دامن پکڑ لے۔ تو بھی تیز ہو جائے گی۔ جب عیسائی کے مکان پر پہنچے تو سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

نصرانی باہر آیا۔ جب اس کی نگاہ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی اس نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے کبھی بھی آپ کو اس محلہ میں نہیں دیکھا۔ آپ اس جگہ کیسے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا میں سفارش کرنے آیا ہوں اور لونڈی کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نصرانی نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا رات آپ کو معراج ہوا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ نصرانی کہنے لگا ذرا ٹھہریئے اس نے اپنی قوم اور قبیلے کو جمع کیا۔ اور تورات لے آیا۔ اسے کھولا اور کہا کہ

در تورات نعت تو چنیں
یافتہ مطالعہ کردہ ام
کہ نشان رسول آخر الزماں
یکے باشد۔

یہ دیکھیئے تورات میں موجود ہے
کہ آخری نبی کی نشانی یہ ہے
کہ اسے رات کو معراج ہوگا اور
صبح کو لونڈیوں کا بوجھ اٹھائے
گا۔

اور اپنی قوم کو کہنے لگا کہ اگر تم نجات چاہتے ہو تو اس نبی کا کلمہ پڑھ لو۔ چنانچہ وہ خود اور اس کی ساری قوم اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر سب کے سب مسلمان ہو گئے۔
(معارج النبوۃ ص۶۶ ج ۲)

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رُتبے پان والا آگیا

کافرہ پر رحمت!

فتح مکہ کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں کسی کافرہ عورت کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے اور اپنے کسی

غلام سے گفتگو کرنے لگے۔ جب اُس کافرہ کو پتہ چلا تو اس نے بغض و عداوت کی وجہ سے اپنے مکان کی سب کھڑکیاں بند کر لیں۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی آواز نہ سُن سکے۔ اُسی وقت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ عورت کافرہ ہے۔ مگر آپ کی شان بڑی ارفع و اعلیٰ ہے۔ چونکہ آپ کی پشتِ انور اس کافرہ کے مکان سے لگ گئی ہے۔ لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ یہ مکان والی اب دوزخ میں جائے۔ اس عورت نے تو اپنے مکان کی کھڑکیوں کو بند کر دیا ہے۔ مگر میں نے اس کے دل کی کھڑکی کھول دی ہے۔ اتنے میں وہ عورت گھر سے نکلی اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے قدموں پر گری اور سچے دل سے پکار اٹھی۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمد رسول اللّٰہ

سب نوں سینے لان والا آگیا۔ (نزہت المجالس صـ۱۷۹ ج ۲)

ہرنی پر رحمت!

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ایک دفعہ جنگل میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ہرنی رہتی تھی اور اس کے دو بچے بھی۔ ایک بار وہ باہر نکلی تو کسی شکاری نے راستے میں جال لگا رکھا تھا۔ وہ ہرنی آئی اور اس جال میں پھنس گئی اور وہ بڑی پریشان تھی۔ اسی اثنا میں اس کی نظر اٹھی، کیا دیکھتی ہے کہ وہاں رحمتِ دو عالم تشریف لے آئے۔ ہرنی پکار اٹھی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم میرے حال پر رحم فرمائیں۔

فَقَالَتْ اُدْنُ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَدَنَا مِنْھَا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ خِشْفَیْنِ فِیْ ھٰذَا الْجَبَلِ۔

ہرنی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آئیے۔ پس آپ اس کے قریب گئے۔ فرمایا تیری کیا حاجت ہے۔ ہرنی نے کہا بے شک اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔

آپ میری ضمانت فرما دیں کہ اس جال سے مجھے آزادی مل جائے۔ تاکہ بس آخری بار ایک مرتبہ بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ حضور میں بچوں کو دودھ پلاکر ابھی واپس آجاؤں گی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رہائی دلادی۔ ہرنی چلی گئی۔ اور حضور وہاں موجود رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہرنی آگئی اور آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پہ گر گئی۔ جب اس اعرابی نے دیکھا تو وہ بھی آپ کے قدموں پہ گر گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(شفا شریف صـ۳۰۲۔ خصائص کبری صـ۶۱ ج ۲۔ نزہت المجالس صـ۱۷۳ ج ۲)

سب نوں سینے لان والا آگیا
اُچے رتبے پان والا آگیا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکلِ حلال و ابو صالح

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ہ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ہ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِلّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ۔

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رزقِ حلال کھانے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (پ ۲)

اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔

حضرات!

جس طرح مسلمان پر کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ اسی طرح رزقِ حلال تلاش کرنا اور ایسا جائز کام اختیار کرنا۔ جس سے حلال روزی کمائی جا سکے یہ بھی فرض ہے۔ بلکہ ہر عبادت سے پہلے رزقِ حلال کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر ایک مسلمان ایمان والا حلال روزی کھا کر نماز پڑھے گا۔ تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔ روزہ رکھے گا تو اس کا روزہ بھی قبول ہوگا۔ حج کرے گا تو اس کا حج قبول ہوگا۔ زکوٰۃ دے گا تو اس کی زکوٰۃ قبول ہوگی۔ اگر ایک مسلمان کے پیٹ میں کھانا حرام کمائی کا ہوگا تو اس کی کوئی بھی عبادت قبول نہ ہوگی۔ یوں سمجھیں کہ اگر کسی عمارت کی بنیادیں مضبوط ہوں گی تو وہ عمارت بھی مضبوط ہو گی۔ اگر بنیادیں ہی کمزور ہوں۔ تو اس پر بہت بڑی اور عمدہ قسم کی عمارت بنانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا آخر وہ گر جائے گی اور اس پر خرچ کی گئی ساری دولت اور محنت رائیگاں جائے گی۔ یہی حال ہے رزقِ حلال کا۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۴۲)	کسب حلال تلاش کرنا یہ فرضوں کے بعد ایک فرض ہے۔

حضرات!

جیسے اللہ تعالیٰ نے رزقِ حلال کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ ایسے ہی خداوند تعالیٰ نے حرام سے بچنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ سببِ کائنات جلّ وعلا نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (پ۵)	اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

حضرات!

اس آیہ کریمہ میں کسی کا مال ناحق طور پر کھانے کو حرام فرمایا ہے۔ وہ مال ناحق خواہ چوری، ڈکیتی، حرام کاموں، حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی غرضیکہ ہر ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہوا مال قطعی طور پر حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۴۱)	بے شک اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ۔

(مشکوٰۃ شریف صـ۲۴۲)

حرام کی روزی پر پلنے والا گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ صَلٰوةً مَادَامَ عَلَيْهِ۔

(مشکوٰۃ شریف صـ۲۴۳)

جو شخص ایک کپڑا دس درہم میں خریدے جس میں ایک درہم حرام کمائی کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک کہ وہ کپڑا اس پر رہے گا۔

حضراتِ گرامی!

آج جو ہمارا حال ہے کہ دن رات اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ مال کیسے حاصل ہو۔ جائز طریقے سے یا ناجائز طریقے سے حلال ہو یا حرام اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں۔ بس پیسہ ملنا چاہیئے، جیسے بھی ملے۔

حضرات!

دنیا کے مال و منال کے لئے یہ دن رات کی دوڑ دھوپ یہ کس لئے ہے تاکہ اچھا مکان بن جائے، لباس اچھا ہو، کھانا پینا، رہن سہن اچھا ہو۔ دنیا میں بلے بلے ہوجائے۔ مگر ہوتا کیا ہے۔ کہ جب انسان پر آخری وقت آتا ہے۔

بیگانے تو بیگانے اپنے بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اولاد جس کے لیے حرام و حلال اکٹھا کرتا رہا۔ دن کا سکون رات کا آرام برباد کرتا رہا وہ بھی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ نہ کہتے ہیں کہ جلدی دفن ہو تا کہ جائیداد تقسیم کریں۔ ملتے افسوس کیا فائدہ ہوا۔ اس ساری زندگی کی دوڑ دھوپ کا۔ جن کیلئے تو نے حلال و حرام جمع کیا۔ آج وہ کہاں گئے۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جنہاں لئی توں پاپ کمانویں کتھے نیں تیرے گھر دے
بیرو سارو یہڑے وچہ بیول کڈو کڈو کردے

اور اگر یہی دولت حلال کمائی کی ہوتی اور کسی اچھے مقام پر صدقہ جاریہ کے طور پر خرچ کی ہوتی تو آج اس مرنے والے کو قبر میں فائدہ ہوتا لیکن یاد رہے۔

دنیا نال نہ گئی کسے دے ٹر ٹر گئے اکلے
او ہو بھلے جنہاں چھنڈ رکھے ایس دوہڑوں ہتھ پلے

حضرت سہیل بن تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کھانے سے سات اعضاء گنہگار ہو جاتے ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ شرم گاہ۔ ہاتھ۔ پاؤں اور پھر ان سے دانستہ اور نادانستہ برابر گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔

(رہبر الاخبار ص ۱۶۱)

حضرات گرامی!

وجہ کیا ہے کہ آج گھر گھر میں یہی رونا ہے کہ اولاد نافرمان ہو گئی دین سے دور ہو گئی۔ نہ بڑے ملتے ہیں نہ ہی چھوٹے کہنے پر کوئی نماز پڑھتا ہے نہ تلاوت قرآن مجید۔ نہ بڑوں کا ادب نہ کوئی شرم اور نہ حیاء آخر ایسا کیوں ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ہم اپنی اولاد کے لیے جو کسب کرتے ہیں

اُس سے حاصل ہونے والی روزی حلال ہے یا حرام ۔ اگر حلال نہیں ہے تو اس سے کیا امید ہو سکتی ہے ۔ کہ یہ بچے کل کو صحیح معنوں میں مسلمان بنیں گے ۔ یہ نماز پڑھنے والے نمازی ہوں گے ۔ قرآن پڑھنے والے قاری ہوں گے ۔ زکوٰۃ صدقات وخیرات کرنے والے سخی ہوں گے اور یہ جہاد کرنے والے مجاہد ہوں گے ۔ یہ حج کرنے والے حاجی ہوں گے ۔ یہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے والے ہوں گے ۔ یہ شریعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہوں گے ۔ یہ بڑوں کا ادب کریں گے ۔ ہرگز نہیں ۔

حضرات !

آیئے دیکھیں کہ جن لوگوں نے حلال وحرام کی تمیز کی جائز وناجائز میں فرق کیا ۔ اپنے اور بیگانے کو سمجھا وہ خود بھی وقت کے ولی کامل اور اُن کی اولاد بھی نیکوکار ہوئی ۔

شیخ ابوصالح !

مشہور ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد سید ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ کو جنگ سے بہت اُنس تھا ۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب بھی جنگی دوست ہو گیا تھا ۔

جنگی دوست فارسی کا لفظ ہے ۔ جس کے معنی جنگ سے اُنس رکھنے والا ہیں ۔ آپ اپنے زمانہ کے بلند مرتبہ متقی وپرہیزگار اور رموز وحقیقت سے واقف کار لوگوں میں سے تھے ۔ کہتے ہیں کہ ریاضات ومجاہدات کے دوران آپ کو ایک دفعہ تیسرا فاقہ تھا ۔ آپ دریا کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ کہ دریا میں ایک سیب بہتا ہوا آپ کو دکھائی دیا ۔ جسے آپ نے پکڑ کر تناول

فرمالیا۔ بعد میں آپ کے دل میں خیال آیا۔ کہ نہ معلوم یہ سیب کس کا ہے اور میرے لئے اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔ یہ خیال پیدا ہوتے ہی آپ اپنا قصور معاف کرانے کے لئے مالک سیب کی جستجو میں دریا کے کنارے کنارے چلنے لگے۔ بغرض اس دریا کے کنارے کئی روز کے متواتر سفر کے بعد آپ کو آبِ رواں کے قریب ایک نہایت عظیم الشان عمارت ملی۔ جس میں ایک بہت وسیع باغ تھا اور اس باغ میں سیب کا ایک بہت بڑا درخت بھی نظر آیا۔ جس کی شاخیں میوہ سے لدی ہوئی پانی سطح پر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان شاخوں سے چند سیب ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے۔ آپ کو یقین ہوگیا۔ کہ جو سیب آپ نے تناول فرمایا تھا۔ وہ اسی درخت کا ہے۔ چنانچہ آپ نے مالکِ باغ کے متعلق دریافت کیا۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اس باغ و محل کے مالک حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کر کے معافی کی درخواست کی۔ حضرت عبداللہ تاڑ گئے کہ یہ شخص بندگانِ خدا میں سے ہے۔ فرمایا پہلے بارہ سال ہماری خدمت میں رہو تب معافی ہوگی۔ آپ نے بسر وچشم منظور فرمایا۔ بالآخر بارہ سال کی مدت ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک خدمت اور ہے۔ اُسے بھی انجام دے لو تب سیب معاف کروں گا۔ وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے۔ جس میں چار عیب ہیں۔ آنکھوں سے اندھی ہے۔ کانوں سے بہری ہے۔ ہاتھوں سے لنجی ہے اور پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اس عاجزہ کو نکاح میں قبول کرو اور نکاح کے بعد دو سال اور ہماری خدمت میں رہو۔ تاکہ اس نکاح کے نتیجہ میں ایک فرزند کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ اس کے بعد جہاں جی چاہے چلے جانا۔ آپ نے اُسے بھی قبول فرمایا۔ جب نکاح کے بعد صاحبزادی کا سامنا

ہوا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تمام اعضاء صحیح و سالم ہیں۔ اور اس کے حسن و جمال کے آگے چودھویں رات کا چاند بھی شرماتا ہے۔ آپ نے اس کے خلاف حلیہ پاکر تمام شب اُس سے کنارہ کشی اختیار کی دوسرے دن صبح کو حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے فراست سے سارا حال دریافت فرما کر ابو صالح کو کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں۔ وہ سب صحیح ہیں۔ نامحرم کے لئے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں۔ غیر حق بات سننے کے لئے اُس کے کان بہرے ہیں۔ مس نامحرم کے لئے اس کے ہاتھ لُنجے ہیں اور تمہارے حکم کے خلاف قدم اٹھانے کے لئے اس کے پاؤں لنگڑے ہیں۔ اس توجیہ کو سُن کر حضرت ابو صالح کے دل میں اپنی بیوی کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہو گئی اور دونوں بخوشی رہنے سہنے لگے۔

(سیرتِ غوثِ اعظم صـ۲۶)

حضرات!

سُنا آپ نے کہ جس کے باپ کے تقویٰ کا یہ عالم ہو کہ بارہ سال کی مزدوری تو برداشت کر لی۔ مگر بغیر اجازت کے ایک سیب کھا کر میدانِ محشر میں رسوا ہونا برداشت نہ کیا۔ تو پھر اُس متقی اور پرہیزگار باپ کا بیٹا کیوں نہ ولیوں کا سردار ہو۔ آج ہم ہیں کہ ٹرکوں کے ٹرک کھا جاتے ہیں۔ اور کھانے کے بعد ڈکار بھی نہیں آتا مگر کوئی پرواہ نہیں۔ پھر ہماری اولاد پر بھی یہی اثر پڑتا ہے۔ آیئے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ سنیئے۔

ابراہیم بن ادھیم!

ایک دفعہ رات کے وقت آپ بیت المقدس میں موجود تھے کہ ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے چالیس درویش آئے اور انہوں نے نماز پڑھی۔ جب

فارغ ہوئے تو ان میں سے ایک بولا کہ یہاں ایک اور شخص چھپا ہوا ہے۔ جو ہم میں سے نہیں ہے۔ ان کے پیر نے کہا وہ ادھم ہوگا۔ آج چالیس دن ہوگئے ہیں کہ انہیں عبادت میں مزہ نہیں آتا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فوراً سامنے آئے اور عرض کرنے لگے کہ خدا کے لئے اس کی وجہ بتلائیے۔ فرمایا فلاں روز تم نے بصرہ میں کھجوریں خرید کر کھائیں تھیں اور ایک گری ہوئی کھجور کو اپنی کھجور سمجھ کر کھا لیا تھا۔ جب آپ نے سنا تو چونک گئے۔ فوراً بصرہ میں پہنچے اور کھجوروں کے مالک کو تلاش کر کے اس سے معافی مانگی۔ جب کھجوروں کے مالک نے حضرت ابراہیم کی پرہیزگاری کا یہ عالم دیکھا تو اتنا متاثر ہوا کہ سب کچھ ترک کر کے فقیر ہوگیا اور اپنے وقت کا ابدال ہوا۔

(سیر الاخیار ص ۳۱)

تقویٰ غوث اعظم!

شیخ ابوالعباس خضر موصلی فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں موجود تھا کہ خلیفہ مستنجد باللہ سلام کی غرض سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے۔ یہ کہہ کر آپ کے سامنے زروجواہر سے لبریز دس تھیلیاں پیش کیں۔ لیکن آپ نے بے نیازی سے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں اور جب خلیفہ نے قبول کرنے پر بحد اصرار کیا تو آپ نے دو عمدہ قسم کی تھیلیاں اٹھائیں۔ ایک تھیلی داہنے ہاتھ میں اور ایک بائیں ہاتھ میں پکڑ لی۔ آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو زور سے دبایا تو ان میں سے خون نکلنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوالمظفر۔ کیا تجھے لوگوں کا خون حاصل کر کے خدا سے شرم نہیں آتی اور وہی خون تو مجھے

پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی خلیفہ بے ہوش ہوگیا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے اس نسبت کا پاس نہ ہوتا۔ جو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے تو میں اس خون کو تیرے محل تک بہا دیتا۔

(قلائد الجواہر ص۹۰)

تقوئے ابوبکر صدیق!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا۔ جس کی مزدوری میں سے آپ نے کچھ مقرر کر رکھا تھا اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی چیز لایا اور آپ نے اس میں سے کچھ کھالی۔ اس نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا کہ زمانۂ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ کہانت جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں۔ میں نے ایک شخص کو پیشین گوئی کا فریب دیا تھا۔ آج وہ مجھ سے ملا تو اس نے اس کے بدلے میں یہ چیز دی تھی جو آپ نے تناول فرمائی۔ آپ نے سنا تو فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ (خلفاء راشدین ص۱۰۴)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حرام سے بچنے اور رزقِ حلال کھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہنشاہِ بغداد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم!

آج کا یہ عظیم الشان جلسہ بسلسلہ بڑی گیارھویں شریف اور حضرت

پیرانِ پیر روشن ضمیر، شہبازِ لامکانی، قطبِ ربانی، قندیل نورانی، غوثِ صمدانی، حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں منعقد ہے۔

حضرات!

محفل خواہ میلاد النبی کی ہو، خواہ معراج النبی کی ہو۔ محفل خواہ شبِ برات یا شب قدر کی ہو اور خواہ وہ محفل گیارہویں شریف کی ہو ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ اس پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر ہوتا رہے۔

منشا یہی ہے سلسلہ قیل و قال کا
ہوتا رہے ذکر تیرے حسن و جمال کا

حضرات!

ہمارا ایمان ہے کہ ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت ہے اور اولیاء اللہ کے ذکر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ۔	انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور ذکر صالحین کفارہ (سیآت) ہے۔
(فتح الکبیر ص ۲۰ ج ۲)	

آیئے آپ بھی اس محبوبانِ خدا کی محفل میں شریک ہو جائیں اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو رحمت و برکت انبیاء و صالحین پر ہوتی ہے۔ اس میں سے ہمیں بھی ایک قطرہ مل جائے اور ہمارا بیڑا پار ہو جائے۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں بینوں کم بن جاوے میرا

معزز سامعین!

اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے شمار احسانات فرمائے۔ جن میں یہ کہ ہمیں انسان بنایا اور انسان بنا کر مسلمان بنایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں اپنے محبوب کا غلام بنایا اور قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُمّتِ وسطیٰ کے نام سے یاد کیا گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر چیز بڑی عطا کی۔

اگر

نبی دیا تو نبیِ اعظم

کتاب دی تو کتابِ اعظم

فاروق دیا تو فاروقِ اعظم

امام دیا تو امامِ اعظم

غوث دیا تو غوثِ اعظم

کون غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی کہ آپ پشتِ پدر سے رحمِ مادر میں آئے۔ اطباء کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا محال اور ناممکن ہے۔ لیکن یہ بھی آپ کی کرامت تھی کہ ربّ العزت مجدہٗ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا اور عبدالقادر جیلانی پیدا ہوئے۔

ولادتِ عبدالقادر!

حضرت عبدالقادر جیلانی کے والد ماجد حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اور اولیاء عظام کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔

یَا اَبَا صَالِحٍ اَعْطَاكَ اللّٰهُ اِبْنًا صَالِحًا وَهُوَ وَلَدِيْ وَمَحْبُوْبِيْ وَمَحْبُوْبُ اللّٰهِ وَسَيَكُوْنُ لَهٗ شَانٌ عَالٍ فِي الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَقْطَابِ۔ (سیرت غوث اعظم ص۳۴)	اے ابو صالح تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح عطا کیا ہے اور وہ بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ بلند ہے

اور جس رات عبدالقادر جیلانی پیدا ہوئے۔ اس رات تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ سب کے سب لڑکے ہی پیدا ہوئے۔ جن کی تعداد گیارہ سو کے قریب تھی اور پھر مزے کی بات یہ کہ اس رات جتنے لڑکے بھی پیدا ہوتے وہ سب کے سب ولی کامل بنے۔ یہ سب آپ کی ولادت کی نسبت کا اثر ہوا۔

جیہڑا اللہ دے ولیاں نال کردا اے سنگ
اوس کچ تے وی اوندا اے ہیرے دا رنگ
اوس ہیرے دا رسدا نئیں کوڈی وی مُل
جیہڑا اگر کے تے ٹٹ جائے کسے ہاریوں

⁂

پیدائشی ولی!

غوثِ پاک کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میرے ہاں عبدالقادر پیدا ہوا تو رمضان المبارک شروع تھا۔ اس ماہِ مقدس میں

كَانَ لَا يَرْضَعُ ثَدْيَهَ	یہ میری چھاتی سے کبھی دن کے
فِيْ نَهَارِ رَمَضَانَ	وقت دودھ نہیں پیتا تھا۔

اتفاقاً ایک دفعہ بادل کے سبب رمضان شریف کے چاند میں شبہ پڑ گیا اور قرب وجوار کے چند آدمیوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ سیدہ کیا تمہیں رؤیتِ ہلال کی کوئی صحیح اطلاع ملی ہے۔ میں نے کہا کہ آج میرے عبدالقادر نے دن کو دودھ نہیں پیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ آج رمضان شریف کی پہلی تاریخ ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد معتبر شہادتوں سے تصدیق ہوگئی کہ رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے۔ پھر تو یہ بات شہر کے اطراف واکناف میں مشہور ہوگئی کہ سادات مشرق میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

(بہجۃ الاسرار صہ۸۹)

غوثِ اعظم متقی ہر آن میں
دودھ چھوڑا ماں کا رمضان میں

سفرِ بغداد!

جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ نے تحصیل علم کے لئے بغداد جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی وجہ آپ نے خود یوں بیان فرمائی ہے کہ ایک دفعہ میں عرفہ کے دن شہر سے باہر نکلا۔ اتفاقاً راستہ میں کسی زمیندار کا بیل جا رہا

تھا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ بیل نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مَا هٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا اُمِرْتَ۔	(اے عبدالقادر) تو اس واسطے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ سن کر میرے دل میں محبت الٰہی کے جذبہ اور ذوق و شوق نے جوش مارا۔ سیدھا گھر گیا اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ کہ اگر اجازت ہو تو تحصیل علوم شریعت و طریقت کے لئے بغداد جاؤں اور بیل کا سارا ماجرا بھی سنا دیا۔ آپ کی والدہ یہ سن کر ساری بات سمجھ گئیں اور اٹھ کر وہ اَسّی دینار جو میرے والد بزرگوار کے ترکہ سے انہیں ملے تھے۔ میرے پاس لائیں۔ میں نے اس میں سے چالیس اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دیئے۔ باقی چالیس میری والدہ نے بغل کے نیچے میری گدڑی میں سی دیئے۔ پھر دعا فرمائی اور مجھ سے کہا اے عبدالقادر بس تم کو نصیحت کرتی ہوں کہ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ بات کبھی بھی منہ سے نہ نکالنا اس کے بعد مجھے رخصت کرنے کے لئے باہر آئیں اور ایک سرد سانس کھینچ کر کہا۔ کہ بیٹا میں تجھ کو اپنے اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔ وہی تیرا حافظ و نگہبان ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ والدہ سے رخصت ہو کر میں بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہو لیا۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو اچانک ساٹھ ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے اور قافلہ کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکو میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ بتا تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے سچ سچ کہہ دیا۔ کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ اس بات کو ہنسی سمجھ کر چلا گیا۔ پھر ایک دوسرے ڈاکو نے آپ سے دریافت کیا۔ اس کو بھی میں نے وہی جواب دیا۔ وہ بھی اسے

تمسخر سمجھ کر چلا گیا۔ جب وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے تو یہ سارا معاملہ اُسے سُنا دیا۔ اس نے کہا اُسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ دونوں آئے اور مجھے اس سردار کے پاس لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ٹیلے پر بیٹھے اپنا مال تقسیم کر رہے ہیں۔ آتے ہی اُس سردار نے مجھ سے پُوچھا کہ سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے کہا چالیس دینار۔ اس نے کہا کہاں ہیں۔ میں نے کہا بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ اُس نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہوئے۔ یہ دیکھ کر سردار نے حیرانی کے عالم میں پوچھا۔ اے لڑکے تم جانتے ہو کہ ہم ڈاکو ہیں جو مال ملتا ہے اُسے لوٹ لیتے ہیں۔ پھر تم نے ہم لٹیروں کا خوف کر کے ان دیناروں کے بھید کو مخفی کیوں نہ رکھا۔

میں نے کہا کہ میری والدہ نے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔ میں کیونکر والدہ کی نصیحت کو چھوڑ کر چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا۔ یہ سُن کر سردار بہت متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ پڑے اور ایک حسرت بھرا سانس کھینچ کر کہا کہ ہائے افسوس تم نے تو اپنی ماں کا عہد نہیں توڑا اور میں اتنے سالوں سے اپنے رب کا عہد توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ میرے قدموں پر گر پڑا اور میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ کہ جیسے تو برائی میں ہمارا سردار تھا۔ اب اچھائی میں بھی ہمارا سردار ہے۔ ہمیں بھی توبہ کروا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلہ کا سارا مال واپس کر دیا۔

(سیرت غوث اعظم صـ۳۶)

حضرات!

ان ڈاکوؤں پر غوث پاک کی ایک نظر پڑی۔ تو وہ سب کے سب توبہ

کر گئے۔ ایسا کیوں ہوا۔ اس لیے کہ

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

سامعین!

یہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ دین کا پہلا مرحلہ تھا۔ جس پر تمام ڈاکو توبہ کر گئے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا اس وقت غوث پاک کے پاس کوئی بستر، چولہا، چینک یا کوئی دیگر سازو سامان تھا۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ تو معلوم ہوا کہ صرف بستر ے اٹھا کر ولایت نہیں ملتی۔ اگر بستر ے اٹھانے میں ولایت ہوتی تو اسٹیشن کے تمام قلی ولی ہوتے۔ آج بستر اٹھا کر نام نہاد تبلیغ کا ڈھونگ رچانے والے۔ ان لوگوں کو کلمہ پڑھاتے ہیں جو نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں عبادت خدا کرتے ہیں۔ کیا تبلیغ اسی کا نام ہے۔ کہ ایک پکے و سچے اور صحیح العقیدہ مسلمان کو بے ایمان سمجھا جائے اور پھر یہ کہ کلمہ پڑھو ر آیئے اگر صحیح معنوں میں تبلیغ دین کا رنگ دیکھنا ہے تو خواجہ ہند الولی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو جن کی ایک نظر نے۔ ۹ لاکھ ہندوؤں کو دولت اسلام سے مالا مال کر دیا۔ اگر صحیح معنوں میں مبلغین اسلام کو دیکھنا ہے۔ تو داتا علی ہجویری کو دیکھو۔ سلطان العارفین کو دیکھو خواجہ فریدالدین کو دیکھو۔ میاں شیر محمد شرقپوری کو دیکھو۔ پیر جماعت علی کو دیکھو۔ خواجہ قمرالدین کو دیکھو۔ پیر مہر علی کو دیکھو۔ پیر محمد شفیع کو دیکھو۔ حضرت علامہ سردار احمد کو دیکھو اور میرے پیرو مرشد پیر حیدر شاہ کو دیکھو جن کی کی گئی تبلیغ کا اثر آج بھی موجود ہے کہ ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ ان لوگوں نے کیسی تبلیغ کی۔ ان لوگوں نے انگریزوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں سکھوں غیر مسلموں کو کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ لہٰذا انہیں کلمہ پڑھاؤ۔

جس کلمے کو مانتے نہیں ہیں۔ جو مانتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ انہیں کلمہ پڑھانا تو تحصیل حاصل ہے (یعنی جو چیز پہلے حاصل ہو اسے دوبارہ حاصل کرنا) یہ باطل اور جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

حضرات گرامی!

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ آج کی محفل گیارہویں شریف اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ہے۔ اس سلسلہ میں آج میں نے آپ کے سامنے چند ایک ضروری مسائل کی وضاحت اور اعتراضات کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ یہ کہ آج کچھ لوگ بے سمجھے اور بغیر کسی دلیل شرعی کے گیارہویں شریف کو حرام، شرک، بدعت، گناہ بہت کچھ کہہ دیتے ہیں حالانکہ کسی چیز کو بغیر کسی دلیل کے اپنی طرف سے حرام کہہ دینا یہ بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ پر الزام لگانا ہے۔ جیسا کہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وَلَيْسَ الْاِحْتِيَاطُ فِي الْاِفْتِرَاءِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِثْبَاتِ الْحُرْمَةِ وَالْكَرَاهَةِ الَّذَيْنِ لَا بُدَّ لَهُمَا مِنْ دَلِيْلٍ بَلْ فِي الْاِبَاحَةِ هِيَ الْاَصْلُ ۔

(الصلح بین الاخوان)

یہ احتیاط نہیں کہ اپنے پاس سے کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ دیا جائے۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔ اس لئے کہ حرام یا مکروہ ثابت کرنے کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت ہے۔

بلکہ احتیاط تو اس میں ہے۔ کہ کسی چیز کے ناجائز ہو

نہ ملنے کی صورت میں اُس کو مباح سمجھا جائے۔ کیونکہ اصل چیزوں میں اباحت ہے۔

حضرات محترم!

اس قول برحق سے ثابت ہو گیا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حرام نہ کہا جائے جب تک کہ اس کی قرآن و حدیث سے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہ ملے۔ لہٰذا ختم کی چیز حرام یا مکروہ ہر گز نہ ہوئی کیونکہ قرآن و حدیث میں کسی بھی مقام پر اسے حرام یا مکروہ نہیں کہا گیا۔

یہاں تک تعلق ہے ختم پڑھنے کا وہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔

ختم شریف!

غزوہ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہو گئی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے تمام اہلِ لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہے لے آئے۔ سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ اس پر یہ سب رکھا گیا۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ۔	پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر برکت کیلئے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو۔ مسلم شریف ص۴۳ ج ۱)

حضرات گرامی!

آپ نے سُنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہل۔ کھانا اور

علاوہ اس کے جو کچھ بھی تھا۔ سامنے رکھ کر برکت کی دُعا کی اور ہم بھی کھانے کی کوئی چیز سامنے رکھ کر برکت کے لئے پہلے قرآنی آیات پڑھتے ہیں۔ پھر دُعا مانگتے ہیں۔ یہی ختم شریف ہے۔ اگر اس میں کوئی قباحت والی بات نظر آتی ہے تو بتائیں اگر نہیں تو حدیث شریف کی روشنی میں تم بھی ختم پڑھ لیا کرو۔ تاکہ کھانے میں برکت ہو جائے۔ اگر تمہیں برکت کی ضرورت نہیں تو نہ پڑھو جھگڑا کوئی نہیں۔

اور رہا مسئلہ لفظ گیارہویں کا۔ تو گیارہویں کی فضیلت قرآن مجید اور بزرگانِ دین کے اقوال سے ثابت ہے۔

گیارہویں شریف!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (پ ۳۰)	اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔

یعنی مجھے قسم ہے دسویں کی فجر کی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ دن دسواں ہو تو رات کتنی ہوتی ہے۔ گیارہویں۔ تو پتہ چلا کہ یہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقی دنوں میں عظمت و فضیلت کا حامل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔ اس لئے اس دن گیارہویں کے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توسلِ بارگاہِ الٰہی میں صدقات و خیرات کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ کیوں یہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت متبرک ہے اور اکثر و بیشتر واقعات عاشورہ یعنی دسویں محرم کو ہوئے۔

جیسا کہ کُتبِ معتبر میں ہے کہ:

۱:۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی ۔
۲:۔ حضرت یونس علیہ السّلام کی قوم کی توبہ قبول ہوئی ۔
۳:۔ حضرت نوح علیہ السّلام کشتی سے سلامتی کے ساتھ اترے اور بطور شکرانہ روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ کا حکم دیا ۔
۴:۔ بنی اسرائیل کیلئے دریا پھاڑ گیا ۔
۵:۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے ۔
۶:۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام پیدا ہوئے ۔
۷:۔ حضرت یوسف علیہ السلام قید سے نکلے ۔
۸:۔ حضرت یونس علیہ السّلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے ۔
۹:۔ حضرت موسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے ۔
۱۰:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوئی ۔
۱۱:۔ حضرت ایوب علیہ السّلام نے مرض سے شفا پائی ۔
۱۲:۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بینائی واپس آئی ۔
۱۳:۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کنوئیں سے نکلے ۔
۱۴:۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بادشاہی ملی ۔
۱۵:۔ حضرت موسٰی علیہ السّلام جادوگروں پر غالب آئے ۔
۱۶:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتبہ شہادت پایا ۔
۱۷:۔ قیامت اسی دن قائم ہوگی ۔
۱۸:۔ پہلی بارش اسی دن آسمانوں سے نازل ہوئی ۔
۱۹:۔ پہلی رحمت نازل ہوتی ۔
۲۰:۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن کرسی کو پیدا کیا ۔

۲۱:- اسی دن قلم کو پیدا کیا۔

۲۲:- اسی دن آسمانوں کو پیدا کیا۔

۲۳:- حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کی طرف اٹھایا گیا۔

۲۴:- اسی دن پہاڑوں کو پیدا کیا۔

۲۵:- اسی دن سمندروں کو پیدا کیا۔

۲۶:- اسی دن اصحابِ کہف کروٹیں بدلتے ہیں۔

(عجائب المخلوقات ص۴۴) (فضائل الایام والشہور ص۲۵۱) (غنیۃ الطالبین ص۵۳۔ ج۔۲) (نزہۃ المجالس ص۱۴۵ ج۔۱)

معزز سامعین!

قرآن مجید کے ارشاد اور کتبِ معتبرہ کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ دسویں کا دن بہت عظمت و بزرگی والا ہے اور رہی بات کسی چیز کو کسی نام سے منسوب کرنا کیا اس سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ کسی کے نام منسوب کرنے سے وہ مذکورہ چیز حرام ہو جاتی ہو۔ تو پھر قربانی بھی حلال نہ رہے گی۔ کیونکہ یہ بات سبھی کہتے ہیں کہ یہ قربانی میرے باپ کے نام کی ہے۔ یہ قربانی میری ماں کے نام کی ہے۔ یہ قربانی میرے بھائی کے نام کی ہے وغیرہ۔

حضرات!

اصل میں بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر جانور کو ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ یعنی اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ یا اللہ کے ساتھ ملا کر کسی اور کا نام لیا جائے تو پھر وہ جانور حرام ہوگا۔ ورنہ نہیں اور ہم جو غوث پاک کا نام لیتے ہیں۔ اس کا مقصد ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ یعنی اگر وہ

ذات جس کا نام لے کر اس کی روح کو ایصالِ ثواب کیا گیا ہے۔ اگر وہ گنہگار ہوگا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر وہ پہلے ہی بخشا ہوا ہے تو اُس کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے اور ان کے توسّل سے ہمارے گناہ معاف ہو جائیں اور قرآن مجید تو جس کے ایصالِ ثواب کے لئے بھی پڑھا جائے۔ پڑھنے والے کو اس کا ثواب ہر صورت میں ملے گا۔

حضرات! اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا صرف نام لینے سے چیز حرام ہو جاتی تو وہ جانور جنہیں کفار نے بتوں کے نام خاص کیا ہوا تھا، حرام ہو جاتے۔ جن کا ذکر قرآن مجید کے ساتویں پارہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ م بَحِیْرَۃٍ وَّ لَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّ لَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝	اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں۔

یعنی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو جانور ان بتوں کے نام پر خاص کر دیئے گئے ہیں۔ یہ حرام نہیں ہوئے۔ ان پر اللہ کا نام لے کر انہیں ذبح کرو۔ یہ حلال ہیں انہیں کھاؤ۔

سامعین! اس آیہ کریمہ سے پتہ چلا کہ کسی جانور پر غیر اللہ کا نام لینے سے وہ حرام نہیں ہوتا، جب تک بوقت ذبح اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے اور ان کافروں کو

جنہوں نے اپنی طرف سے ان جانوروں کو حرام کہہ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے جھوٹے اور بے عقل کہا ہے۔ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو اپنی طرف سے ہر چیز کو حرام کہنے میں کوئی پرواہ نہیں کرتے وہ کس زمرے میں آئیں گے۔

حضرات! اگر وہ جانور جنہیں بتوں کے نام خاص کر دیا گیا وہ حرام نہیں ہیں تو جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے نام منسوب کیا جائے وہ کیسے حرام ہو گیا اور جو گیارہویں شریف کا ختم پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب ہے دراصل یہ بھی ایک خیرات ہے۔ جو کہ پیر عبدالقادر جیلانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے اور لنگر غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے۔ یہ خیرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی قبول ہوئی کہ یہ سلسلہ آپ کے مریدین میں جاری و ساری ہو گیا جو آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے اور حلال و حرام میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عظمتِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں ۔

حضرات محترم ! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی عبادت کا تذکرہ فرمایا ہے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (پ ۱۹)	اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔

اور چوتھے پارہ میں ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔	جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

اور پندرہویں پارہ میں ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ	جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

انہیں صالحین کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)	ہمیشہ میرا بندہ نفلی عبادت کرنے سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

یعنی جو لوگ کثرت سے یاد الٰہی کرتے ہیں۔ اپنے شب و روز عبادت الٰہی میں گزارتے ہیں۔ فرائض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادت کرتے ہیں۔ ذکر و اذکار اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے قریبی ہو جاتے ہیں اور پھر وہ صالحین لوگ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے اور ان سے محبت فرماتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے جبرئیل میں فلاں بندے سے محبت فرماتا ہوں۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں۔ اے آسمان والو اللہ تعالےٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ (بخاری شریف صہ ۹۲۸ ج ۲)	پھر زمین پر بھی اس کو مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

سامعین کرام! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کا ذکر کرتا ہے تو رب تعالےٰ اور جبرئیل اور آسمانوں والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر بحکم خدا تمام زمین والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کے مزاروں پر دن رات مخلوق خدا کا ہجوم رہتا ہے۔ لوگوں کے دل ان کی طرف کھچے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے اس لئے کہ انہوں نے اپنے مالکِ حقیقی کے نام کو زندہ کیا آج ان کا نام بھی زندہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ	تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔

جن اولیاء اللہ کو لوگ آج بھی یاد کر رہے ہیں۔ وہ اس آیۂ کریمہ کے [illegible] تے ہیں۔

آیئے سرکار غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت کا حال دیکھیں۔

عبادتِ عبدالقادر!

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں پچیس سال تک بیابانوں اور ویرانوں میں عبادت و ریاضت کرتا رہا۔ چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کی نماز کے وضو سے ادا کی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور صبح تک قرآن پاک ختم کر دیتا۔ ایک رات سیڑھی پر چڑھتے ہوئے میرے نفس نے مجھے کہا اگر تم ایک گھڑی سونے کے بعد اٹھو تو کیا اچھا ہو۔ فرماتے ہیں کہ یہ خیال آتے ہی میں وہاں کھڑا ہو گیا اور قرآنِ مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ پورا قرآن ختم کر دیا (نزہۃ الخاطر ص ۵۶)

عبدالقادر اور شیطان!

حضرت پیران پیر کے صاحبزادے حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والدِ بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں دورانِ سیاحت کسی ایسے جنگل کی طرف نکلا۔ جہاں آب و دانہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا۔ جس سے پیاس بڑھ گئی۔ اچانک میرے سر پر بدلی کا ٹکڑا آیا۔ اس سے کچھ بوندیں مجھ پر پڑیں میں ان سے سیراب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا۔ جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا۔ اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی۔ جس نے مجھے یوں پکارا۔ میں تیرا پروردگار ہوں۔ میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دی ہیں۔ میں نے فوراً اَعُوْذُ

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا تو اس کی روشنی ختم ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی مانند دکھائی دینے لگی پھر اس صورت سے یہ آواز سنی۔ کہ اے عبدالقادر تم نے بحکم الٰہی اپنے علم سے میرے مکر سے نجات پائی ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صاحب طریقت ولیوں کو گمراہ کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ علم نے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے بچا لیا۔ (سیرتِ غوث اعظم ص۵۶)

امیر معاویہ اور شیطان!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما تھے۔ کہ فجر کی نماز کے وقت کسی نے آواز دی کہ معاویہ اٹھو اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔ حضرت معاویہ اٹھے اور چاروں طرف دیکھا مگر آواز دینے والا نظر نہ آیا۔ حیران تھے کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ آواز دینے والے بتا تو کون ہے۔ جواب آیا میں شیطان ہوں۔ آپ اور زیادہ متعجب ہوئے۔ کہ شیطان اور نماز یہ دونوں مخالف چیزیں ہیں۔ یہ کیسے مل گئیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو واقعی شیطان ہے تو شیطان کا کام تو نماز سے ہٹانا ہے۔ نہ کہ نماز کی ترغیب دلانا۔ شیطان نے کہا جناب بات دراصل یہ ہے۔ کہ پچھلے ہفتے بھی آپ کی ایک نماز رہ گئی تھی۔ تو آپ اس نماز کے قضاء ہونے پر بہت روئے تھے اور میں نے سنا کہ رحمت کے فرشتے آپس میں کہہ رہے تھے کہ معاویہ جس نماز کے چھوٹ جانے پر روئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ستر جماعت کا ثواب دے دیا ہے۔ لہٰذا میں نے آپ کو آج اس لئے جگایا ہے کہ آپ اٹھ کر نماز پڑھ لیں۔ تاکہ ستر کی بجائے صرف ایک جماعت کا ہی ثواب ملے۔

(مثنوی شریف)

حضرات گرامی: آپ نے سنا کہ شیطان دشمن انسان ہے۔ اس کی ہر لمحہ

یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ورغلائے اور نیکی کرنے سے باز رکھے
آپ سوچیں کہ اس بے ایمان نے ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو معاف نہ کیا اور
جنت سے نکلوا دیا تو ہمارا کب خیر خواہ ہے۔ اس لئے ہر وقت شیطان کے مکر و
فریب سے بچنا چاہیئے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ شیطان کے مکر سے کیسے بچا جائے گا۔
وہ کون سا نسخہ ہے۔ جس سے شیطان انسان سے دور رہتا ہے۔ وُہ ہے ذکرِ الٰہی
اگر ایک مسلمان اپنے دل اور زبان کو یادِ الٰہی میں وقف رکھے گا تو انشاء اللہ العزیز
شیطان قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔

معزز سامعین! یہ اُس شیطان کا حال ہے۔ جو پہلے عزت والا فرشتہ تھا
اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود ہوا۔ ایسے ہی بعض انسان
تشکلِ انسانی میں شیطان بنے ہوتے ہیں اور اپنی شیطانی چالوں سے بہت لوگوں
سے فراڈ کرتے پھرتے ہیں۔ ایسے تشکلِ انسانی میں آنے والے شیطانوں سے بھی بچنا
چاہیئے۔

وکیل اور ٹھگ!

ایک دن ایک وکیل اپنے گھر کے غسل خانہ میں نہاتے ہوئے اپنی گھڑی بھول
گیا اور عدالت میں اسی طرح چلا گیا۔ اس کے ایک دوست نے جب وقت پوچھا
تو وہ کہنے لگے کہ گھڑی تو میں آج اپنے غسل خانہ میں بھول آیا ہوں۔ اتفاق سے
وہاں کسی ٹھگ نے یہ بات سُن لی۔ اور اس وکیل کا گھر پوچھتے پوچھتے اس کے مکان
تک پہنچ گیا اور راستے سے ایک مرغا بھی خرید کر لیتا گیا۔ اُس نے وکیل کے دروازے
پر پہنچ کر آواز دی۔ اندر سے ایک بڑھیا آئی اور پوچھنے لگی کیا بات ہے۔ ٹھگ بولا
مجھے وکیل صاحب نے مرغا دے کر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میری گھڑی غسل خانہ

میں رہ گئی ہے وہ بھیج دو۔ انہوں نے جب غسل خانہ میں دیکھا تو گھڑی مل گئی چنانچہ بڑھیا نے مرغا لے کر گھڑی اُسے واپس دے دی۔ اور وہ بھاگ نکلا۔ شام کو جب وکیل گھر آیا تو اس کی بیوی نے پوچھا آپ کو گھڑی مل گئی تھی۔ وکیل حیران ہو کر پوچھنے لگا کون سی گھڑی۔ کس کے ہاتھ بھیجی تھی۔ بیوی نے کہا۔ آپ ہی نے ایک شخص کو مرغا دے کر بھیجا تھا اور گھڑی منگوائی تھی۔ وکیل نے کہا مجھے تو کسی گھڑی اور مرغے کا کوئی علم نہیں۔ گھر والے پریشان ہو گئے۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ دوسرے دن وُہ ٹھگ پھر وکیل کے گھر گیا اور اس کی بیوی سے کہنے لگا کہ گھڑی والا چور مل گیا ہے۔ مرغا دے دو۔ یہ عدالت میں پیش ہوگا چنانچہ انہوں نے مرغا دے دیا شام کو جب وکیل گھر آیا۔ تو بیوی نے پوچھا گھڑی مل گئی۔ وکیل نے کہا نہیں۔ بیوی بولی۔ آپ ہی نے تو مرغا منگوایا تھا۔ کہ گھڑی مل گئی ہے۔ وکیل سٹ پٹا گیا۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ (شیطانی حکایات صـ۱۶۴)

قرآن اور چور!

حضرات ایسا ہی ایک واقعہ ہماری جامع مسجد انوارِ لاثانی میں ہوا تقریباً دن کے دس بجے کا وقت تھا کہ مسجد کے متولی جناب مولوی محمد حسین مسجد کے کسی کام میں مصروف تھے۔ جونہی وہ کام سے فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی غالباً ۴۵ سال کی عمر کا مسجد میں داخل ہو گیا اور وضو کرنے لگا۔ جب فارغ ہوا تو نماز پڑھنے لگا۔ مولوی صاحب اُسے دیکھتے رہے۔ جب اُس نے نماز سے سلام پھیرا تو مولوی صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ جناب میں آپکو قرآن مجید کی ایک سورت سُنانا چاہتا ہوں اگر کوئی غلطی ہو تو دُرست کر دینا۔ وہ کہنے لگے ٹھیک ہے جاؤ وہ سامنے الماری ہے۔ اس میں سے ایک

قرآن مجید لے آؤ۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ کیسا قرآن پڑھنے آیا ہے۔ وہ اندر گیا اور قرآن پاک کے بہانے ادھر اُدھر اچھی طرح نظر دوڑائی اور تالے والی الماری کو تاڑ کر باہر آ گیا اور قرآن پاک سنانے لگا۔ اگر کوئی غلطی ہوتی تو مولوی صاحب بتا دیتے سورۃ ختم ہو گئی۔ لیکن وہ تو اس انتظار میں تھا کہ کسی طرح یہ مولوی صاحب باہر جائیں اور میں اپنا کام دکھاؤں۔ چنانچہ وہ اس سورت کو بار بار پڑھنے لگا۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ یہ تو کوئی بہت نیک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ جس نے آتے ہی پہلے نفل پڑھے پھر تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو گیا۔ دریں اثنار مولوی صاحب لیٹ گئے اور نیند نے غلبہ کیا۔ تقریباً پانچ یا دس منٹ لگے ہوں گے کہ وہ اندر گیا۔ قرآن پاک رکھا اور میری کتابوں والی الماری کا تالا توڑ لیا اس نے سمجھا کہ شاید مسجد کا سارا فنڈ اسی الماری میں ہے۔ مگر وہاں سوائے چند ایک کتابوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ادھر مولوی صاحب بیدار ہوئے تو قرآن کے بہانے سے مال لوٹنے والا چور مسجد سے جا چکا تھا۔ جب ظہر کی نماز کے وقت میں مسجد میں گیا تو مولوی صاحب نے یہ سارا واقعہ سنایا۔ تو میں نے فوراً کہا سچ کہا ہے کسی نے کہ:

شیطان پڑھے قرآن ایدھے وِچ دی حکمت جان

حضراتِ گرامی! ابھی میں آپ کے سامنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ آیئے اب غوث اعظم کی چند ایک کرامات ملاحظہ فرمائیں۔

تمہاری محبت ہمارا ہے ایمان
دل و جان تجھ پہ فدا غوثِ اعظم

گندم میں برکت!

شیخ ابو صالح فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت بغداد میں قحط پڑا۔ اور میرے بیوی بچے فاقہ کرنے لگے۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر تشریف لائے اور گندم کا ایک تھیلہ عنایت کرکے فرمایا کہ اس تھیلہ کا منہ اُوپر سے بند کرکے ایک کنارہ کھلا رہنے دو اور اس میں سے گندم نکال کر پسوا لیا کرو اور اس میں سے کسی کو عاریتاً (مانگنے پر) بھی نہ دینا اور تھیلے کا منہ اوپر سے کھول کر نہ دیکھنا۔ ابو صالح فرماتے ہیں۔ کہ میں اس میں سے پانچ سال تک گندم نکال کر کھاتا رہا۔ لیکن جب ایک مرتبہ میری بیوی نے تھیلے کو اُوپر سے کھول کر دیکھا تو اُس میں اس قدر گندم موجود تھی۔ جتنی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے عطا فرمائی تھی اور وہ پھر ایک ہی ہفتہ میں ختم ہوگئی۔ جب میں نے یہ واقعہ حضرت پیران پیر سے بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اُس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے۔ تو تاحیات گندم ختم نہ ہوتی۔ (قلائد الجواہر ص ۱۱۱)

مصلّے کی برکت!

شریف بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن نقط حضرت غوث اعظم کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ بازی لگا کر شطرنج کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن اُس نے کھیل شروع کیا۔ تو مستقل طور پر ہارتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنی تمام چیزیں حتیٰ کہ مکان تک ہار گیا۔ آخر عبداللہ نے یہ شرط لگائی کہ جو شخص جیت جائے وہ ہارنے والے کا ہاتھ کاٹ دے۔ یہ بازی بھی فریق ثانی نے جیت کر عبداللہ سے ہاتھ پیش کرنے کو کہا۔ عبداللہ پھر یہ دیکھ کر گھبرا گیا اور ہاتھ کٹوانے سے انکار کر دیا۔ اس پر جیتنے

والے بولے کہ اگر ہاتھ نہیں کٹواتے تو کہو میں ہارا۔ مگر عبداللہ اس پر بھی تیار نہ تھا۔ یہ لوگ پھر اُس کا ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہوئے۔ تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ یہ سارا ماجرا حضرت پیرانِ پیر اپنی چھت پر سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ لے یہ مصلےٰ داؤ پر لگا دے۔ لیکن بعد میں یہ کسی سے نہ کہنا کہ میں نے تم کو ہرا دیا۔ پھر آپ درویشوں کے پاس آبدیدہ واپس آئے۔ جب انہوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ادھر جب عبداللہ نے آپ کا مصلےٰ داؤ پر لگا دیا۔ تو اپنا تمام مال و متاع اور مکان جو ہار چکا تھا۔ واپس جیت لیا۔ میاں صاحب فرماتے ہیں۔

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کر دا
کامل پیر محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا اور اُسی وقت اپنا سارا مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ اس وقت اس کی روزانہ آمدنی دو سو دینار تھی۔ جس کو وہ روزانہ خرچ کر کے دسترخوان جھاڑ کر کہتا کہ اب تو چوہوں کیلئے بھی کچھ نہیں بچا۔ جب وہ تمام دولت راہِ خدا میں خرچ کر چکا تو حضرت کی خدمت میں مشغول ہو کر خواص میں شامل ہو گیا۔

(قلائد الجواہر ص ۱۸۸)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

گھاس کی برکت!

بغداد میں ایک دفعہ طاعون کی بیماری پھیل گئی اور روزانہ ہزاروں مرد

اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے مدرسے کے چوفیر جو گھاس ہے۔ اس میں سے جو کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے گا۔ چنانچہ لوگوں نے وہ گھاس اکھیڑ کر کھانا شروع کر دیا اور جو بھی گھاس کھا لیتا فوراً شفایاب ہو جاتا۔ جب گھاس ختم ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ ہجوم بہت ہے اور گھاس ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے فرما دیا کہ جو شخص ہمارے مدرسے پانی پی لے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بھی شفا دے گا۔ لوگوں نے مدرسہ سے پانی پینا شروع کر دیا پھر جو بھی پانی پی لیتے سے شفاء مل جاتی۔ اس کے بعد آپ کے زمانہ میں پورے بغداد میں دوبارہ یہ بیماری پیدا نہ ہوئی۔

حضرات! حضرت پیران پیر کی اس کے علاوہ ایسی ہی بہت سی کرامات ہیں مگر وقت کی قلت کے پیش نظر انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں پیران پیر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شانِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ۔

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں ۔

حضرات محترم ! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے روزِ محشر کا نقشہ بیان

کیا ہے۔ چنانچہ ربِ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ م بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ	گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

(پ ۲۵)

کہ قیامت کے دن بھائی بھائی کا دشمن ہوگا مگر متقی اس دن بھی دوست ہوں گے۔ یعنی روزِ محشر تمام رشتے ختم ہوجائیں گے۔ نہ میاں باپ کا ہوگا۔ نہ بیٹی ماں کی۔ نہ بھائی بھائی کا ہوگا۔ نہ رشتہ دار، رشتہ دار کا بنے گا۔ نہ کوئی دوست، دوست کا ہوگا۔ تمام رشتہ داریاں اور دوستیاں ختم ہوجائیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ۔	اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنی ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹوں سے۔

(پ ۳۰)

اور غضب ناک اعلان ہوگا کہ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔	اور آج علیحدہ ہو جاؤ اے مجرمو۔

(پ ۲۳)

اور پھر جب حساب و کتاب شروع ہوگا تو ہاتھ پاؤں کلام کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۳)	آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کیئے کی گواہی دیں گے۔

بے شک ہاتھ یہ کہیں گے کہ یا اللہ اس نے مجھ سے چوری کی اور اس نے مجھ سے فلاں شخص کو تکلیف دی۔ میں کہتا ہوں اگر ہاتھ یہ کہیں گے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ یا اللہ یہ ہاتھ غوث پاک کے ہاتھوں میں بھی گئے۔ یہ ہاتھ داتا علی ہجویری یا خواجہ فریدالدین یا پیر مہر علی یا پیر جماعت علی یا خواجہ قمرالدین یا میاں شیر محمد یا پیر محمد شفیع یا پیر حیدر شاہ یا پیر سردار احمد کے ہاتھوں میں بھی گئے تھے۔ تو انشاء اللہ پھر وہاں اللہ والوں کی دوستی کام آئے گی۔ کیونکہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ مگر متقین کی دوستی ختم نہیں ہو گی اور یہی لوگ متقین ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (پ ۲)	اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

اور فرمایا۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (پ ۲۴)	ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

حضرات محترم! یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہی یہ خوشخبری مل گئی کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کا دوست ہے۔

یاد رہے کہ اگر ہم دنیا میں کسی کو دوست بنائیں گے تو اس دنیا دار کی دوستی دنیا میں ہی ختم ہو جائے گی۔ مگر جب ہم کسی اللہ کے ولی کے ساتھ دوستی کریں گے تو انشاء اللہ یہ دوستی ہمیں آخرت میں بھی کام آئے گی۔ جیسا کہ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ سے ثابت ہے۔

سامعین! جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو بندہ ہر کام اپنے خالقِ حقیقی کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور جو شخص ان اللہ والوں کے ساتھ دوستی کر لیتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے بھی پسند فرماتا ہے اور جو اولیاء اللہ کے ساتھ دشمنی، بغض اور عناد رکھتا ہے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت وعید فرمائی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ عَادٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۷)	جو بھی میرے ولیوں کے ساتھ دشمنی کرے گا۔ تحقیق اس کو میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ سے جنگ کون کر سکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ابرہہ یمن کا بادشاہ ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر لے کر اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ کو گرانے کے لئے آیا تو ربِ کائنات نے اس کا مقابلہ چھوٹی چھوٹی چڑیوں سے کیا اور انہیں خاکستر کر کے رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ سے مقابلہ نہ ہو سکا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں ہی فائدہ ہے۔ ان کے ساتھ دشمنی و عداوت اور بغض رکھنے والا دنیا میں بھی تباہ و برباد اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار

ہو گا۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں کہ

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

حضرات! آیئے اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سچے مومن اور ولی اللہ کی شان کس انداز سے بیان فرمائی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ طواف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَحُرْمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ حُرْمَۃً مِّنْكِ (ابن ماجہ ص۲۹)

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک مومن کی عزت وبزرگی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری عزت وبزرگی سے زیادہ ہے۔

حضرات گرامی! اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ ایک کامل مومن کی شان بیت اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ یاد رہے کہ ہر مومن ولی نہیں ہوتا مگر ہر ولی مومن ضرور ہوتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ جب ایک ولی اللہ کی شان وعظمت خانہ کعبہ سے بھی زیادہ ہے تو ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی کرنے والے اور ان کے ساتھ دشمنی وبغض رکھنے والے کا ٹھکانہ سوائے عذاب الٰہی کے اور کیا ہے۔

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا بے ادب دے کوئی

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ اولیاء اللہ کو حقیر جاننے والے اور ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والے کا دنیا میں کیا حشر ہوتا ہے۔

شیخ صنعان کا حشر!

جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔	قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب اولیاء حاضرین وغائبین نے آپ کی تعظیم کی وجہ سے گردنیں جھکا دیں اور آپ کے کمال کو تسلیم کر لیا۔ مگر اصفہان میں شیخ صنعان نے انکار کر دیا۔ جب اس کی نافرمانی کا کشف غوث اعظم کو ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اُس چرواہے کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا۔ کچھ مدت کے بعد شیخ محمد فریدالدین عطار کے ساتھ کفار کے شہروں میں سے ایک شہر کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔ تو صنعان کی نظر ایک حسین وجمیل لڑکی پر پڑی۔ جو اپنے محل پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ شیخ پہلی نظر کے ساتھ ہی اُسے دیکھ کر بیہوش ہو گیا اور عقل جاتی رہی۔ بس پھر کیا تھا کہ اس کے حُسن وجمال کے مشاہدے کے بعد وہاں سے آگے چلنے کی طاقت نہ رہی۔ جب اُس لڑکی نے اس کی محبت کو دیکھا تو اُس کے دل میں بھی شیخ کی محبت پیدا ہو گئی اور وہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ اُس لڑکی کا کھانا اور سونا منقطع ہو گیا۔ جب اس کے باپ کو لڑکی کی حالت کا علم ہوا اور سوچنے لگا کہ اس کا علاج کیسے ہوگا۔ بالآخر سوائے اس کے نکاح کے کوئی

علاج سمجھ میں نہ آیا۔ شیخ صنعان کو اس لڑکی کے باپ نے خبر دی کہ ہمارے ہاں شادی کا طریقہ یہ ہے کہ جس وقت ہم اپنی کسی لڑکی کی شادی کرتے ہیں تو اس کے بننے والے خاوند کو خنزیروں کا چرواہا بناتے ہیں اور وہ ہر روز ان کے لئے خنزیر کا ایک بچہ لاتا ہے اور ہم اپنی رسم کے مطابق اُس کا گوشت کھاتے ہیں اور یہ سلسلہ نکاح کے وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب نکاح کا وقت آتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور خنزیر کا گوشت جبکہ دوسرے ہاتھ میں لڑکی کا دامن پکڑاتے ہیں۔ شیخ صنعان یہ سُن کر بہت خوش ہوا اور اس خدمت کو بغیر کسی جھجک کے پُورا کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور ہر روز صبح کے وقت ایک خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اُٹھا کر اُن کے پاس لاتا۔ جب مقررہ مدت پُوری ہو گئی۔ اب نکاح کا وقت آ گیا تو انہوں نے شیخ صنعان کے ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں اُس حسینہ کا دامن بڑی خوشی سے تھما دیا۔ جب شیخ نے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فریدالدین نے بلند آواز سے پکارا یا سُلطان سید عبدالقادر ہمارا شیخ گمراہ ہو رہا ہے۔ امداد امداد یا محی الدین۔

اس وقت پیرانِ پیر وضو کر رہے تھے اور آپ نے وضو کرتے کرتے پانی کا ایک چھینٹا مارا کہ شیخ صنعان کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ گوشت اور شراب کا پیالہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اپنی غفلت سے بیدار ہو گیا۔ فوراً جنگل کی طرف بھاگا۔ فریدالدین نے پُوچھا کہاں بھاگ رہے ہو۔ شیخ سنعان نے جواب دیا۔ اس کی طرف جا رہا ہوں۔ جس کی گستاخی کرنے کی وجہ سے مجھ پر یہ مصیبت آئی۔ اب ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں۔ پھر جب بغداد پہنچے اور اپنا مُنہ سیاہی کے ساتھ سیاہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو باندھا اور خادموں کے ساتھ در وانے

پر کھڑا ہو گیا اور ظاہر و باطن سے غوث الاعظم کے سامنے عاجزی کرنے لگا۔ غوث الاعظم کو اس پر ترس آ گیا اور اس کے سابقہ فعل کو معاف کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کھولے اور اسے وضو کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد غوث اعظم نے بارگاہِ الٰہی میں شیخ صنعان کے لئے دُعا مانگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے پیرانِ پیر کی دُعا پر صنعان کے کئے ہوئے گناہ معاف فرما دیئے۔

(تسکین الخاطر ص۴۹)

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچیا بعد ادب دے کوئی

ابن سقاء کا حشر!

عبداللہ بن علی حجروی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تحصیل علم کیلئے بغداد آیا اور مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گیا۔ ابن سقار میرا ہم جماعت اور ہم سبق تھا۔ ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ کی زیارت کے لئے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے متعلق شہرت تھی کہ وہ وقت کا غوث ہے اور جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم اس شخص کو ملنے کے لئے چلے گئے اور شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ راستہ میں ابن سقار نے کہا کہ آج میں اس سے ایک ایسا علمی مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ میں نے کہا میں ایک مسئلہ پوچھوں گا۔ دیکھیئے وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فوراً کہنے لگے۔ معاذ اللہ میں تو ان سے کوئی مسئلہ نہیں پوچھوں گا۔ بلکہ مجلس میں بیٹھ کر فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کروں گا۔ جب ہم تینوں وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ وہاں موجود

نہیں ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد انہیں وہاں بیٹھے پایا۔ تو انہوں نے ابن سقار کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور غصہ سے فرمایا۔ اے ابن سقار خدا تیرا بھلا نہ کرے۔ تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے۔ جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں کان کھول کر سُن وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے سینے میں شعلے مار رہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ عبداللہ تو مجھ سے اس لئے مسئلہ دریافت کرتا ہے۔ کہ میں کیا جواب دوں گا۔ وہ مسئلہ یوں ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ مگر تو بے ادبی کی وجہ سے کانوں تک دنیا میں غرق ہو جائے گا۔ اس کے بعد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے پاس بٹھا کر نہایت احترام کیا اور فرمایا۔ عبدالقادر تم نے ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر لیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا۔ جب تم بغداد کے منبر پر بیٹھے وعظ کر رہے ہوں گے اور اعلان کر دو گے۔

میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔	قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء تیری عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔ یہ بات کہتے ہی وہ یکدم غائب ہو گئے اس کے بعد وہ نظر نہیں آئے۔ ابن سقار علوم شرعیہ میں ایسا مستغرق ہوا کہ وقت کے اکثر فقیہہ اور علماء اس کی قابلیت کا لوہا ماننے لگے وہ علم مناظرہ میں اس قدر حاذق تھا کہ اپنے مدمقابل کو ساقط کر دیتا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ فصاحت اور وقار میں مشہور زمانہ ہو گیا۔ خلیفہ عباس نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا اور شہنشاہ روم کی طرف اسے سفیر بنا کر روم بھیج دیا۔ جہاں اس نے شاہی دربار

میں عیسائی علماء کو ایک مناظرہ میں شکست دی۔ بادشاہ کے دل میں اس کی قدر اور بڑھ گئی ایک دن وہ بادشاہ کی حسین لڑکی کو دیکھ کر دل دے بیٹھا اور بادشاہ کو نکاح کی درخواست کی۔ بادشاہ نے اُسے کہا اگر تم عیسائیت قبول کر لو تو مجھے کوئی عذر نہیں اس نے کہا ٹھیک ہے اور وہ اسلام سے دستبردار ہو کر عیسائی بن گیا۔ اب اسے اس غوث کی بات یاد آئی اور سمجھ گیا کہ یہ سارا نتیجہ ان کی بد دُعا کا ہے۔

(نزہتہ الخاطر صد ۸۰)

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ در گاہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچیا بعد ادب دے کوئی

ولایت سُلب!

شیخ عبدالرحمان جمالی کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالحسن علی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مکان پر حاضر ہوئے تو میں بھی اُن کے ہمراہ تھا اور ایک شخص کو آپ کی چوکھٹ پر چت پڑا دیکھا۔ اس نے شیخ ابوالحسن سے استدعا کی کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے میری سفارش کر دیں۔ چنانچہ جیسے ہی ہم حضرت شیخ کے سامنے پہنچے۔ تو آپ نے بغیر کچھ سُنے فرمایا کہ اے ابوالحسن علی میں نے اس شخص کو تجھے ہبہ کر دیا۔ یعنی تمہیں اُس کا مختار بنا دیا۔ جب شیخ ابوالحسن نے باہر آکر اس شخص کو یہ واقعہ سنایا تو وہ کھڑا ہوا اور دیوار کے ایک سوراخ سے نکل کر ہوا میں پرواز کر گیا۔ ہم لوگوں نے جب اس شخص کے بارے میں حضرت شیخ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہوا میں پرواز کرتے وقت اپنے دل میں یہ خیال کیا تھا کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے اُس کی قوت کو سلب کر لیا تھا۔ لیکن شیخ ابوالحسن علی

کی سفارش پر اس کو معاف کر دیا۔ (فوائد الجواہر ص۱۱۶)

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہِ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا بعد ادب دے کوئی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین و اولیاء عظام کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبیب اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی شفقت و مہربانی کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (پ ۱۱)	بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے۔ یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں اور مسلمانوں پر بہت مہربان ہیں۔

حضرات گرامی! حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دربار وہ دربار ہے۔

جہاں خزاں نہیں بہار ہے ——— جہاں ظلم نہیں پیار ہے ———

جہاں بے چینی نہیں قرار ہے ——— جہاں درد نہیں دوا ہے ———

جہاں مرض نہیں شفا ہے ——— جہاں صرصر نہیں صبا ہے ———

جہاں ظلمت نہیں ضیا ہے ——— جہاں فنا نہیں بقا ہے ———

جہاں غیر نہیں حبیب ہے ——— جہاں مریض نہیں طبیب ہے ———

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو سیدھے دربار نبی میں حاضر ہو جاتے اور یہی طریقہ سابقہ امتوں میں بھی تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (پ ۷)

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔

اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم اکٹھی ہوکر اپنے نبی کے دربار میں حاضر ہوئی اور پانی کی درخواست پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ط (پ ۱)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو۔

حضرات! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نبی آئے ہی مشکل کشائی و حاجت روائی کے لئے ہیں اور ہمیں جو کچھ بھی ملا ہے یا ملے گا وہ نبی کے صدقہ اور وسیلہ سے ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی جب کوئی مسئلہ درپیش آتا۔ کوئی مصیبت بنتی تو وہ مشفق و مہربان نبی کے دربار دُربار میں حاضر ہو جاتے اور جو بھی مشکل ہوتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے تو وہ مشکل فوراً حل ہو جاتی۔

حضرات! آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ کوئی نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتے افسوس ایسے اُمتیوں پر جو یہ مانتے ہیں کہ ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جاؤ تو شفاء ملتی ہے وکیل کے پاس جاؤ تو مشکل حل ہو جاتی۔ ایک دنیاوی افسر کے پاس اختیار ہے

وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ جس کو دنیا نے ڈاکٹر یا حکیم بنایا اس کے وسیلہ سے شفا مل جاتی ہے۔ جس کو دنیا نے وکیل بنایا اس کے وسیلہ سے تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ جس کو دنیا نے افسر بنایا اس کے پاس تو سب کچھ ہے۔ جس کو احکم الحکمین نے بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ بنا کر بھیجا وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ کل قیامت کے دن انہیں نبی کی شفاعت کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

ہم تو حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں اور ہم آپ کو حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں۔ (اس لئے کہ نبی آئے ہی ہمارے لئے مہربان بن کر حاجت روا اور مشکل کشا بن کر) اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ جیسے دنیا میں کملی والے کے صدقہ اور وسیلہ سے ہماری مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ ایسے ہی کل قیامت کے دن آپ ہی کی شفاعت سے ہم گنہگاروں کی بخشش ہو گی اور ان شاء اللہ العزیز ضرور ہو گی۔

حضرات! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جب بھی کوئی مشکل بنتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتے اور عرض کرتے کہ

کھلے بوہے ویکھ کے مسکین دچارے آ گئے
سن دلاں دیا محرماں دردان دے مارے آ گئے

قتادہ کی آنکھ!

جنگ اُحد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پر تیر لگا۔ اور آنکھ باہر آ گئی تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیر لگنے سے

میری آنکھ باہر نکل آئی ہے تو حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے مقام پر رکھ دیا اور قتادہ کے لئے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَكْسُهٗ جَمَالًا	اے اللہ قتادہ کو خوبصورتی عطا فرما۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَكَانَ لَا يَدْرِيْ اَيُّ عَيْنَيْهِ اُصِيْبَتْ	پس پتہ نہ چلتا تھا کہ کون سی آنکھ نکلی تھی۔

اور وہ آنکھ حسن اور نظر میں زیادہ ہو گئی۔

وَكَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتِ الْاُخْرٰى	دوسری آنکھ تو دکھتی مگر یہ کبھی نہ دکھتی۔

(خصائص کبریٰ صـ ۲۱۷ ج ۱) (انوار محمدیہ صـ ۲۹۶) (مدارج النبوۃ صـ ۱۹۸ ج ۲)

بینائی واپس!

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک صحابی جو آنکھوں سے نابینا تھے۔ دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ	دعا فرمائیے میری آنکھیں اچھی ہو جائیں۔

اس لئے کہ

کھلے ہوئے دیکھ کے مسکین وچارے آ گئے
سن دلاں دیا محرماں درداں دے مارے آ گئے

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے

لئے بہتر ہے اور اگر چاہے تو دعا کر دوں۔ قَالَ فَادْعُہْ۔ اس نے عرض کی کہ دعا فرما دیں۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا تو ایسا کرو۔ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ نبی رحمت کے وسیلے سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کی توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو۔ الٰہی انہیں میرا شفیع بنا۔ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کر۔

(ترمذی شریف صہ۱۹۷ ج-۲) (مشکوٰۃ شریف صہ۲۱۹) (حاشیہ ابن ماجہ صہ۱۰۰)

چنانچہ اس نابینا صحابی نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ایسے ہو گئے جیسے کبھی نابینا تھے ہی نہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یا محمد کہہ کر پکارنا اور آپ کے وسیلے سے دُعا مانگنا یہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

آنکھیں روشن ہو گئیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی جن کا نام حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تھا۔ ان کے والدین کہیں جا رہے کہ اچانک ان کا پاؤں ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا اور وہ پس گیا اور اس کے زہر کے اثر سے حضرت حبیب کے والد کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں اور نظر جاتی رہی۔ ان کے والد بہت پریشان ہوئے اور سیدھے سرورِ دوجہاں کی خدمت میں پہنچے اور عرض کرنے لگے کہ

کھُلے ہُوئے ویکھ کے مسکین دِچارے آ گئے
سُن ولاں دیا محرماں دردا ں دے مارے آ گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سارا واقعہ سُنا تو

فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَاَبْصَرَ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بینا ہو گئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ حضرت حبیب کے والد کی عمر ۸۰ سال کی تھی اور آنکھیں تو ان کی بالکل سفید تھیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لعاب مبارک کے اثر سے نظر اتنی تیز تھی کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔

خصائص کبریٰ صد ۲۶۹ ج ۲۔)

علی کی آنکھیں!

حضرت سہل بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے موقعہ پر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوتا۔

تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس

دوں گا۔ جس کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور وہ ایسا آدمی ہے۔
یحبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں
یا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت
کرتا ہے۔ صبح ہوئی تو سب کی تمنا یہی تھی کہ یہ اسلام کا جھنڈا مجھے عطا ہو۔ مگر
جب وقت آیا تو کملی والے نے ارشاد فرمایا۔

اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ	کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔

صحابہ نے عرض کی آقا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے ارشاد فرمایا علی کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر
ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

سُن ولاں دیا محرماں دردوں دے مارے آگئے

فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَدَعَا لَہٗ فَبَرَءَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ	پس جب علی آئے تو حضور نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور دعا کی۔ پس ان کی آنکھیں ایسی درست ہوگئیں جیسے کبھی تکلیف ہوئی نہیں۔

(بخاری شریف ص ۵۲۵ ج۔۱) (مسلم شریف ص ۲۷۹ ج۔۲)

معاذ کا بازو!

جنگ بدر میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑ رہے تھے۔ کہ ایک
کافر نے تلوار کا وار کیا جس سے حضرت معاذ کا بازو لٹکنے لگا تو وہ جلدی سے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ:۔

کھُلتے بوُہے ویکھ کے مسکین وچارے آ گئے

سُن ولاں دیا محرماں دَرداں دے مارے آ گئے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بازو کٹ گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کٹے ہوئے بازو پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ لعاب مبارک کا لگنا تھا کہ وہ بازو ایسا ہو گیا۔ جیسے کبھی چوٹ آئی نہ تھی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ خلافتِ عثمانیہ تک زندہ رہے۔ ہاتھ باقاعدہ کام کرتا رہا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ (مدارج النبوۃ صہ ۱۲۲)

صدیق کی ایڑھی!

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکّے سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ کی جانب آ رہے تھے تو راستے میں دشمن سے بچنے کے لئے غار میں چھُپ گئے۔ وہاں ایک سانپ بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دیکھا کہ غار میں بہت سے سوراخ ہیں۔ آپ نے تمام سوراخوں کو بند کر دیا۔ مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جس پر صدیق اکبر نے اپنا پاؤں رکھ کر اسے بند کر دیا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی گود میں سَرِ انور رکھ کر آرام فرما تھے۔ جب سانپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس ہوئی تو اُس نے حرکت کرنی شروع کی۔ تا کہ وہ سوراخ سے باہر نکل کر خواجہ دو عالم کی زیارت کر سکے مگر وہ جس سوراخ کی طرف بھی جاتا ہے۔ سوراخ کو بند پاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس سوراخ کی طرف آیا۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی

ایڑھی رکھی ہوئی تھی۔ سانپ نے ڈسنا شروع کر دیا۔ یہ سمجھ کر کہ کوئی معمولی شخص ہے پاؤں اٹھائے گا۔ مگر جوں جوں سانپ ڈستا گیا۔ آپ پاؤں کو زیادہ دباتے گئے اس لئے کہ کہیں آقا کے آرام میں خلل نہ آ جائے۔ چونکہ سانپ کا زہر آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آپ کے آنسوؤں کا ایک قطرہ چہرہ رسول پر گرا۔ آپ بیدار ہوئے۔ فرمایا اے ابوبکر کیا ہوا عرض کی آقا سانپ نے ڈس دیا ہے۔ فرمایا کہاں عرض کی آقا پاؤں کی ایڑھی پہ۔

فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ فَذَھَبَ مَا یَجِدُ ہٗ۔	پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن لگایا تو درد جاتا رہا۔

مشکوٰۃ شریف صـ۵۵۶ (معارج النبوۃ صـ۲۰ ج ۳)

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار اٹھے کہ:۔

ہُن ہیں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے

محبوبِ اعظم!

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں زخمی ہو گیا۔ تو ان سے کسی نے کہا کہ جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو یاد کر۔

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ	پس انہوں نے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا

تو ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ (شرح شفاء شریف ص۱۱ ج۔۲)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یا محمد کہہ کر پکارنا صحابہ کرام کی سُنت ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالٰے اپنے محبوب کا صدقہ ہم سب کی ظاہری اور باطنی بیماریوں کو شفاء عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۝

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا ۔
اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی آیۂ کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالتِ عامہ کا بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (پ ۹)	تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

لوگوں میں عیسائی ہوں، ہندو ہوں، مجوسی ہوں، کافر ہوں، مسلمان ہوں، خواہ کوئی بھی ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سب کو عام ہے۔

حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کے رسول ہیں چونکہ انسان اشرف مخلوق ہے اور باقی مخلوقات انسان کے تابع ہیں۔ اس لیے یہاں صرف انسانوں کا ذکر کیا گیا۔ ورنہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اِنِّیْ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً (مسلم شریف ص۱۹۹ ج ۱)	بے شک میں پوری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

لہٰذا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانوں کے رسول ہیں آپ جنوں کے رسول ہیں۔ آپ چرند و پرند کے رسول ہیں ـــــ آپ جانوروں کے رسول ہیں ـــــ آپ زمین والوں کے رسول ہیں ـــــ آپ آسمانوں کے رسول ہیں ـــــ آپ غلمان و رضوان کے رسول ہیں ـــــ۔ آپ فرشتوں کے رسول ہیں ـــــ فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (پ ۲۶) آپ تو اللہ کے بھی رسول ہیں۔

معزز سامعین! یہی وجہ ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانور بھی جانیں ـــــ چرند و پرند بھی جانیں ـــــ شجر و حجر بھی جانیں

______ شمس و قمر بھی جانیں ۔ الغرض آپ کو زمین و آسمان کی ہر چیز ہی جانے نہ جانے تو ابولہب و ابوجہل اور کوئی ان جیسا بے ادب اور گستاخ ہی نہ جانے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق ہی تو فرمایا ۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (پ ۹)	وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۔ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ۔

یعنی وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ۔ کسی شاعر نے ایسے بے ادب اور گستاخوں کے متعلق کیا خوب کہا ۔ کہ

ے جنہاں ولاں وے ٹٹ ٹٹ گئے پرزے تے ٹٹ گئیاں سب تاراں
اونہاں عشق محمدی ناہیں تے رل گئے سنگ مرداراں !

آخر وجہ کیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیوں نہیں پہنچانتے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (پ ۱)	اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۔

اب نہ وہ سچی بات سن سکتے ہیں ۔ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے دل سچی بات کی تصدیق کر سکتے ہیں ۔ وہ لوگ آج بھی موجود ہیں ۔ نسل ختم نہیں ہوئی لیکن پہچان آپ نے خود کرنی ہے ۔

اُمّت کا پہلا فتنہ!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دربارِ رسالت میں حاضر تھے۔ اور ایک دوسرے کی زیادتی عبادت کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے چہرہ سے مجھے شیطان کے آثار نظر آتے ہیں۔ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آتے ہی سلام کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے حلفیہ بتاؤ کہ جب تم اس مجلس کی طرف آ رہے تھے۔ کیا تم اپنے آپ کو سب سے بہتر نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کہنے لگا ہاں۔ اس کے بعد وہ مسجد کے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور جاتے ہی نماز پڑھنا شروع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا۔ ہے کوئی تم میں جو جا کر اسے قتل کرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میں جاتا ہوں جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو نماز پڑھ رہا ہے۔ دیکھ کر حیران ہوئے۔ واپس آ کر حضور کو بتایا کہ وہ نماز میں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کون ہے جو جا کر اسے قتل کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی یہ منظر دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور واپس آ کر بتا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر تیسری بار فرمایا کون ہے جو اسے قتل کرے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور کہنے لگے۔ میں حاضر ہوں۔ جب وہاں پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ واپس آ کر بتایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو نہیں ملا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ نکل گیا ہے۔ اگر اسے آج قتل کر دیا جاتا تو میری اُمت سے فتنہ ختم ہو جاتا۔

(شواہد النبوۃ ص ۲۱۴)

حضرات! آپ جانتے ہیں کہ شیطان نے بھی اپنے آپ کو کہا تھا۔ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ کہ میں اس آدم سے بہتر ہوں۔ تو لعنتی اور مردود ہوا۔ اسی طرح وہ شخص جس کے دل میں تھا کہ نَعُوۡذُ بِاللّٰہ یہ نبی تو باتیں کر رہے ہیں۔ میں اللہ کی نماز پڑھوں تو بہتر ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اطاعتِ رسول اطاعتِ خدا ہے چونکہ اس نے اطاعتِ رسول و ذکرِ رسول کو حقیر جان کر نماز شروع کی تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بغیر واسطۂ رسول کے کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔

حضرات! ایسے ہی آج دیکھنے میں آتا ہے کہ اِدھر محفل میلاد ہو رہی ہو۔ کوئی نعت شریف پڑھ رہا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و شان بیان ہو رہی ہو تو اپنے آپ کو نبی کا لاڈلا اُمتی کہلانے والے دین کے بہت بڑے ٹھیکیدار کہتے ہیں۔ کہ یہ کیا شور مچا رکھا ہے۔ نعوذ باللہ۔ یاد رہے کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت آپ کی عظمت و شان سن کر ایسا کہے تو سمجھ لو کہ وہ بھی نکلے ہوؤں میں سے ہے۔ بلکہ وہ بھی نکلے ہوؤں میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی صحبت ان کی مجلس ان کے ساتھ نشست و برخاست سے بچائے۔ کہو آمین۔

سامعین! دین کے نام پر مسلمانوں کے دلوں سے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شمع کو بجھانے والے اور اہلِ ایمان کو نبی کے دروازے سے دور ہٹانے والے ان کے کلمے نہ سنو۔ ان کی تبلیغ پر نہ جاؤ۔ بلکہ دیکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات کے بارے میں ان کے نظریات کیا ہیں۔ پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ ڈالڈا کیا اور اصل کیا ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جانور بھی جانتے ہیں کہ یہ ہمارے نبی ہیں اور دربارِ رسالت مآب

میں حاضر ہو کر اپنی فریادیں کرتے ہیں۔

اُونٹ کی فریاد!

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک اُونٹ آیا اور فریاد کرنے لگا۔ غلاموں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اُونٹ کیا کہتا ہے۔ فرمایا یہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے۔ اتنے میں اس کا مالک بھی آگیا۔ تو کائنات کے والی نے فرمایا یہ تیری شکایت کرتا ہے۔ کہ میرا یہ مالک ساری زندگی مجھ پر بُوجھ لاد کر مجھ سے کام لیتا رہا۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ٹھیک کہتا ہے۔ اونٹ کا مالک کہنے لگا صحیح ہے۔ میرے دل میں یہی ارادہ تھا مگر اب میں یہ ارادہ ترک کرتا ہوں اور ذبح نہیں کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ مجھے تجھ پر کوئی اعتماد نہیں اُس نے تجھ سے پہلے بھی فریاد کی تو نے نہ سُنی۔ اب کیسے سُنے گا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سو درہم میں اس سے اُونٹ خرید لیا اور اُونٹ سے فرمایا جا خدا کے لئے تجھے آزاد کیا۔ جب آپ نے اُسے آزادی کی خوشخبری سُنائی۔ تو وہ فریادی اُونٹ بلبلانے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ آمین۔ پھر بلبلایا۔ آپ نے فرمایا آمین۔ پھر بلبلایا۔ آپ نے فرمایا آمین۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اے بے کسوں کے کس اے بے سہاروں کے سہارا۔ وہ اُونٹ کیا کہتا تھا۔ فرمایا وہ اونٹ دعا دیتا تھا۔ اے اللہ کے نبی آپ نے میری جان پر رحم کیا ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ میں نے کہا آمین پھر اُس نے کہا اے رحمۃ للعالمین جیسے آپ نے مجھے

اس مالک کے قہر سے نجات دلائی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی اُمت کو روزِ محشر کی گرمی سے نجات عطا فرمائے۔ میں نے کہا آمین۔ پھر اُس نے کہا اے شفیع المذنبین جیسے آپ نے میرے خون کی حفاظت کی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی اُمت کے خون کو محفوظ رکھے۔ میں نے کہا آمین۔ (نزہت المجالس صا۱۸ ج ۲)

ماہی مدینے والا سارا جگ جہان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

حمرہ کی فریاد!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم ایک درخت کے قریب گئے تو دیکھا کہ اس میں حمرہ کا گھونسلا ہے۔ (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے) ہم نے اس کے دو بچے پکڑ لئے۔ تو

فَجَآءَتِ الْحُمَّرَةُ اِلَى النَّبِيِّ وَهِيَ تَعْرِضُ۔

حُمرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ فریاد کرتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی نے اس کے دو بچے پکڑ لئے ہیں اور یہ بار بار میرے پاس فریاد کرنے آرہی ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بچے ہم نے پکڑے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

رُدُّوْهُمَا مَوْضِعَهُمَا فَرَدَدْنَا هُمَا۔ (خصائص کبریٰ ص۶۳ ج ۲)

انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اسی جگہ رکھ دیا۔

ماہی مدینے والا سارا جگ جاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

گدھے کی فریاد!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فتح خیبر سے واپس آرہے تھے تو آپ کو راستے میں ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس گدھے سے کلام کیا۔ آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری جد میں ساٹھ گدھے پیدا کئے۔ ان سب پر نبیوں نے سواری کی اور میری تمنا اور خواہش ہے کہ مجھ پر آپ سواری فرمائیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے نبیوں میں آپ آخری ہیں۔ ایسے ہی اپنی نسل میں میں بھی آخری ہوں۔ آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا جب وہ مجھ پر سوار ہوتا تو میں قصداً اسے گرا دیتا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا۔ اور میری کمر پر مارتا تھا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ فَاَنْتَ یَعْفُوْرُ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اب تیرا نام یعفور ہے اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو بلانے کیلئے اسے بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آکر اپنے سر کو دروازے پر مارتا۔

فَاِذَا خَرَجَ اِلَیْہِ صَاحِبُ الدَّارِ اَوْمٰی اِلَیْہِ اَنْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰہِ

اور جب گھر والا باہر آتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رہے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو اس نے حضور کے فراق میں خود کو ایک کنوئیں میں گرا دیا اور جان دے گیا۔

(خصائص کبریٰ صـ۶۴ ج ۔۲)

ماہی مدینے والا سارا جگ جاندا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

حضرات! جو نبی جانوروں کی سنتا ہے وہ غلاموں کی کیوں نہ سُنے گا کوئی فریاد تو کرے اور کہے کہ

کرم کی اک نظر ہم پر خُدا را یا رسول اللہ
ہمیں تو آسرا بس ہے تمہارا یا رسول اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانور تو پہچانتے ہیں۔ مگر بعض بدقسمت انسان ہو کر نہیں پہچانتے تو ایسے انسانوں سے تو وہ جانور بہتر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

بکری کا بچہ بول اُٹھا!

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے وقت ابولہب کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا اگر تجھے میرا کلمہ پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہاں تو کوئی نہیں دیکھتا۔ اب پڑھ لے۔ کہنے لگا میں تیرا کلمہ پڑھ لوں گا مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ بکری کا بچہ تیری گواہی دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے بچے کو کہا میں کون ہوں۔ بچہ بول اٹھا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ماہی مدینے والا اوہنوں سارا جگ جاندا!
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

ابولہب کہنے لگا تیرے لئے تباہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جادو تجھ پر بھی اثر کر گیا ہے۔ بکری کا بچہ کہنے لگا تجھ پر تباہی ہو۔ اس پر ابولہب نے غضبناک ہو کر چھری لے کر اس کی کھال کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے مگر ایمان نہ لایا۔
(نزہتہ المجالس ص۳۹۳ ج۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان مدینے والے دا
دو جگ وچہ ٹھاٹھاں مار دا اے فیضان مدینے والے دا

بھیڑیا بول اُٹھا!

مدینہ منورہ کے باہر جنگل میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا اور بکریوں کے ریوڑ سے ایک بکری اُٹھا کر لے گیا۔ چرواہے نے دیکھا تو اس بھیڑیئے کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑا لی۔ بھیڑیئے نے جب دیکھا کہ مجھ سے میرا شکار چھین لیا گیا ہے تو وہ ایک ٹیلے پر چڑھا اور فصیح زبان سے کلام کرنے لگا۔ اے چرواہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تھا مگر افسوس کہ تم نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے جب ایک بھیڑیئے کو کلام کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو کر بولا تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے پھر کلام کیا۔ اور کہا کہ اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات تو یہ ہے۔ کہ مدینہ شریف میں ایک اللہ کا نبی تشریف لایا ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے۔ اُس کی بھی خبریں دیتا ہے۔ اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے۔ ان کی بھی۔ چرواہا جو یہودی تھا بھیڑیئے کی اس گواہی کو سُن کر بڑا متاثر ہوا اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔
(مشکوٰۃ شریف)

ہے جہاں میں جن کی چمک دمک
ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہی اک مدینہ کے چاند ہیں
سب انہی کے دم کی بہار ہے

اُونٹ قدموں میں!

حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کا اُونٹ تھا جس سے وہ اپنی کھیتی کو پانی دیا کرتا تھا وہ ایسا شرارتی ہُوا کہ مالک کو کام نہ دیتا تھا۔ انصاری تنگ آکر دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا اُونٹ شریر ہو گیا ہے اور وُہ مجھے کام نہیں دیتا۔ جس کی وجہ سے میری کھجوریں اور کھیتی خشک ہو چکی ہے۔ حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو فرمایا کہ اٹھو وہاں چلیں جب وہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ باغ میں اونٹ ایک طرف کھڑا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باغ میں داخل ہوتے اور اونٹ کی طرف چل پڑے۔ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ اونٹ کی طرف نہ جائیں۔ یہ کتے کی طرح پاگل ہو چکا ہے۔ کہیں آپ پر حملہ نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی پرواہ نہیں۔ ادھر جب اُونٹ نے آقائے نعمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ تو آپ کی طرف چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پر سجدہ کرنے لگا۔ آپ نے اسے پکڑ کر اس کے ناک میں نکیل ڈالی اور انصاری کے حوالہ کیا۔ تاکہ وہ اس سے پہلے کی طرح کام لے سکے۔

سبحان اللہ سبحان کیا شان مدینے والے دا
دو جگ وچ ٹھاٹھاں ماردا اے فیضان مدینے والے دا

(مواہب الدنیہ ص۲۸۰)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آدابِ رسالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید، فرقانِ حمید کی ایک آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں بارگاہِ خدا اور دربارِ مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

چنانچہ ربّ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (پ ۹)	اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ جب بھی تمہیں بلائیں

حضرات! اس آیہ کریمہ میں بلانے والے دو ہیں۔ مگر صیغہ یعنی (دعا) واحد کا آیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دو کے لئے صیغہ بھی تثنیہ کا ہی ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے، اصل میں بتانا یہ ہے۔ کہ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے میں فرق نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ ہی کا بلانا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵)	اور جس نے رسول کی اطاعت کی۔ تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

فَدَعَانِی النَّبِیُّ فَلَمْ اُجِبْهُ۔	تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا۔ میں حاضر نہ ہو سکا۔

جب میں نے نماز ختم کی تو حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا	کیا نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب تمہیں اللہ اور اس کے

رسول بلائیں تو حاضر ہو جاؤ۔ | دعا کرتے

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۴)

حضرات! معلوم ہوا کہ نمازی کے لئے ضروری ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے۔ فقہا فرماتے ہیں۔ کہ نمازی بحالتِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور جتنا وقت آپ کی فرمانبرداری میں گزارے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اس لئے کہ نمازی نے اُس ذات سے کلام کیا۔ جس پر نماز میں سلام بھیجنا واجب ہے۔ اگر نبی کے سوا کسی اور سے کلام کرتا تو نماز ٹوٹ جاتی۔ مگر حضور کی خدمت میں اگر سینہ پھیر تو کس طرف۔ ادھر جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

(شانِ حبیب الرحمان ص...)

علیحضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

حضرات! اسی لئے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بلاتے تو وہ فوراً پروانوں کی طرح خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاتے۔ حتیٰ کہ سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اپنا مال، تن، من، دھن ہر چیز آپ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے۔

حنظلہ کی جانثاری!

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابھی نئی نئی شادی ہوئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے لئے اعلان فرمایا۔ جہاں باقی صحابہ کرام حاضر ہوئے وہاں حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی نوبیاتا بیوی کو چھوڑ

کہ ہر چیز سے بے خبر ہوتے ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ کو غسل کرنا بھی یاد نہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ لڑائی شروع ہوئی تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے شہداء کی لاشوں کو اکٹھا کرنے کا حکم ہوا تو سب لاشیں اکٹھی کی گئیں۔ مگر حضرت حنظلہ کی لاش نہ ملی۔ غلاموں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حنظلہ کی لاش نہیں ملی۔ دریں اثناء امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سرِ انور آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ حنظلہ کو آسمانوں پر فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اسی دن سے آپ غسیل الملائکہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

(مواہب لدنیہ صہ ۹۴ ج ۱)

صحابہ کرام کی جانثاری!

غزوۂ بدر کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مشرکین مکہ ہمارے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس حکم پر جانثارانِ مصطفیٰ وفدایانِ پیغمبر نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہم موسیٰ علیہ السّلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں کہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا لڑے۔ بلکہ

وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔

(بخاری شریف صہ ۵۶۴ ج ۲)

ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے لڑیں گے۔

آپ کا حکم ہوگا سمندر میں کود جائیں گے۔ آپ کے ایک اشارے پر ہم مال و جان سب کچھ قربان کر دیں گے۔

حضرات! صحابہ کرام کا یہی طریقہ تھا۔ کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جاتے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ جب ہمیں اللہ اور رسول کا حکم اذان کا بلاوا ہو تو فوراً نماز کے لئے حاضر ہو جائیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ آپ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے پر انسان تو انسان رہے۔ آپ کے بلانے پر درخت چل کر آجاتے۔ سورج واپس مڑ جاتا۔ چاند نے آپ کا حکم مانا۔ پتھروں نے آپ کا حکم مانا۔ بادلوں نے آپ کا حکم مانا۔ شاعر کہتا ہے کہ:-

ادہدے حکم تھیں سورج مڑدا اے
چن ٹوٹے ہو کے جڑدا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں
بولن دا شعور آ جاندا اے

سورج نے حکم مانا!

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی صہباء کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر خدا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر انور رکھ کر سو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر

ادا کرنا تھی۔ چنانچہ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی سورج کی طرف دیکھتے جو غروب ہوتا جا رہا تھا اور کبھی چہرۂ رسول کی طرف سوچتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جگاتا تو عبادتِ خدا جاتی ہے۔ اگر جگاتا ہوں تو اطاعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی ہے۔ آخر یہ سوچ کر کہ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ جگایا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَصَلَّيْتَ يَا عَلِيُّ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے۔

قَالَ لَا۔ عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ۔	اے اللہ بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس لٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج واپس آگیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین صـ۲۹۸)

اُوہدے حکم تھیں سورج مُڑدا اے
چن ٹوٹے ہو کے جُڑدا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں بولن دا شعور آ جاندا اے

حضراتِ گرامی! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عقیدہ تھا کہ حضور کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ آپ کا حکم خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ آپ کا کلام خدا کا کلام ہے۔ علی کی تو قضاء نماز بھی ادا ہو گئی مگر جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ان کی ادا بھی قضاء ہو جائیں گی۔

چاند نے حکم مانا!

ایک دفعہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کون سا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو۔ کہنے لگے آپ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔

فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ
وَفِرْقَةٌ دُوْنَهٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اِشْهَدُوْا

ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے دوسری جانب تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

معلوم ہوا کہ

اوہدے حکم تھیں سورج مڑدا اے
چن ٹوٹے ہو کے جڑدا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں
بولن دا شعور آ جاندا اے

ایک روایت یہ ہے کہ جب مشرکین نے دیکھا کہ واقعی چاند دو ٹکڑا ہو کر زمین پر آگیا ہے۔

فَقَالُوْا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ۔

تو کہنے لگے ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جادو کر دیا ہے۔

یعنی مانے پھر بھی نہیں۔ (بخاری شریف ص۲۱، ج-۲) (حجۃ اللہ علی العالمین ص۹۱-۳۹۶)

پتھروں نے حکم مانا!

ایک دن ابو جہل اپنی مٹھی میں پتھر کی چھ کنکریاں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی مٹھی بند کر کے کہنے لگا۔

گر رسولی چیست در دستم نہاں
چوں خبر داری ز راز آسماں

کہ تم آسمان کی خبریں دیتے ہو اگر واقعی رسول ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے۔

گر تو میخوائی بگویم کاں چہاست
یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے۔ یا تیری مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں۔ ابو جہل کہنے لگا یہ دوسری بات تو بہت ہی عجیب ہے کہ میری مٹھی والی چیز بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا غور سے سن تیری مٹھی میں پتھر کی چھ کنکریاں ہیں۔ جب آپ نے یہ کہا

كَيَا لَيَ بُعِثْتُ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اِذَا مَرَرْتُ عَلَيْهِ ۔ (خصائص کبریٰ صفحہ ۹۸ ج ۱)	پتھر مجھے سلام کرتا تھا بیشک میں اس کو پہچانتا ہوں جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں ۔

حضرات! اُس اُمتی سے وہ پتھر بہتر ہے ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت آپ پر سلام پڑھتا تھا ۔
میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتی ہے اور آپ کا حکم مانتی ہے ۔

بادل نے حکم مانا!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ۔ کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں عرصۂ دراز سے بارش نہ ہوئی ۔ ہر طرف قحط سالی پھیل گئی ۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا مال ہلاک ہو گیا ہے ۔ بچے بھوکے ہو گئے پریشانی کا عالم ہے ۔ اے اللہ کے نبی دُعا فرمائیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کی یا اللہ بارش نازل فرما دے ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہاتھوں کا اٹھنا تھا کہ فوراً آسمان پر بادل چھا گئے اور وہیں بیٹھے ہوئے بارش شروع ہو گئی ۔ حتیٰ کہ اتنی بارش ہوئی کہ چھت سے پانی ٹپکنے لگا ۔ اور لوگوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے اتر رہے ہیں

از میانِ مشت او ہر پارہ سنگ
در شہادت گفتن آمد بے درنگ

ابوجہل نے سُنا کہ اُس کی مُٹھی میں کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا جب ابُوجہل نے یہ معجزہ دیکھا تو کنکریوں کو زمین پر پھینک کر کہنے لگا۔ اے محمّد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نعوذ باللہ تم سے تو بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔

اوہدے حکم تھیں سُورج مُڑدا اے
چن ٹوٹے ہو کے مُڑ دا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں
بولن دا شعور آ جاندا اے

کسی اور شاعر نے یُوں کہا کہ:۔

اوہ پتھراں نوں کلمے پڑھا جاندا اے
اوہ اَن بولیاں نوں بُلا جاندا اے
اوہ گونگیاں تھیں گلاں کرا جاندا اے

پتھر کا سلام!

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا۔

اِنَّ بِمَكَّةَ لَحَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ	کہ مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ

اور بارش کے قطرے آپ کی داڑھی مبارک سے نیچے آ رہے ہیں۔ ایسی بارش شروع ہوئی کہ اب بند ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ہفتہ کو بھی بارش۔ اتوار کو بھی بارش۔ پیر کو بھی بارش۔ منگل کو بھی بارش۔ بدھ کو بھی بارش۔ جمعرات کو بھی بارش۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے منشاء الٰہی یہ تھا۔ کہ میرے محبوب نے مجھ سے بارش مانگی ہے۔ اب میں خدا بھی اس وقت تک بارش بند نہیں کروں گا۔ جب تک میرا محبوب نہ کہے گا۔ چنانچہ پھر جمعہ کا دن آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ وہی اعرابی پھر کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تو ہمارے مکان گرنے لگے ہیں۔ مال تباہ ہو گئے۔ دعا فرمائیے کہ اب بارش بند ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ دعا کی یا اللہ ہمارے اردگرد تو بارش ہو ہم پر نہ ہو اور حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی مبارک کا اشارہ فرمایا۔

فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ	جس جس طرف آپ کی انگلی مبارک جاتی بادل پھٹ جاتا۔

اور مدینہ منورہ کے اوپر سب آسمان صاف ہو گیا۔

(بخاری شریف صد ۱۲۷ ج۔۱)

درخت نے حکم مانا!

ایک دفعہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو کوئی نشانی دکھلایئے۔ حضور نے فرمایا لو دیکھو وہ جو

سامنے درخت کھڑا ہے۔ اسے جا کر اتنا کہہ دو کہ تجھے اللہ کا رسول بلاتا ہے چنانچہ وہ اعرابی درخت کے پاس گیا اور اس سے کہا تجھے اللہ کا رسول بلاتا ہے۔ وہ درخت یہ حکم سنتے ہی اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہلا اور زمین سے اپنی جڑیں اکھاڑ کر چلنے لگا۔

حَتّٰی وَقَفَتْ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔	یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

اور

فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	عرض کرنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ۔

یہ دیکھ کر وہ اعرابی کہنے لگا۔ اب اسے حکم دیجئے کہ یہ پھر اپنی جگہ پر چلا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے حکم فرمایا کہ واپس چلا جا۔ وہ درخت سن کر پیچھے مڑ گیا۔ اور اپنی جگہ جا کر پھر قائم ہو گیا۔ اعرابی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر اجازت ہو تو میں آپ کو سجدہ کروں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کی اجازت دیتا تو حکم کرتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ فَاْذَنْ لِیْ اُقَبِّلُ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَہٗ	پھر اس نے آپ سے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۴۹)

حضراتِ محترم! آپ نے سُنا کہ درخت بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم مانیں۔ چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس آ جائے۔ بادل بھی حکم مان کر برسنے لگ جائے۔ غرضیکہ شجر و حجر، شمس و قمر، برگ و ثمر ہر چیز ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم مانے۔ اگر انسان، انسان ہو کر آپ کے حکم پر عمل نہ کرے۔ تو پھر ایسے انسان سے درخت، چاند، سورج، پتھر، بلکہ جانور بھی بہتر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانتے ہیں اور آپ کے حکم پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ مگر ہم اپنے آپ کو اشرف المخلوق اور حضور کا اُمتی بھی کہلاتے ہیں۔ لیکن آپ کا حکم نہیں مانتے۔ پھر کیا فائدہ اشرف المخلوق بننے کا۔

حضرات! جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو نہ مانیں گے پھر اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی کس منہ سے کہیں گے۔ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرمایا نماز پڑھو۔ ہم نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا رمضان کے روزے رکھو۔ ہم نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا زکوٰۃ دو۔ ہم نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مالدار ہو تو حج کرو۔ ہم نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا شراب نہ پیو۔ زنا کے قریب نہ جاؤ۔ چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ چغلی نہ کرو۔ حرام نہ کھاؤ۔ رشوت نہ لو۔ سود نہ کھاؤ۔ بے حیائی نہ کرو۔ مگر ہم آپ کے کسی حکم کو بھی نہیں مانتے پھر اُمتی کے اُمتی۔

حضرات! صحیح معنوں میں اسی وقت ہی ہم حضور کے اُمتی کہلائیں گے۔ جب ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔ یاد رہے کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر عمل کریں گے تو فرشتوں سے بڑھ کر اگر عمل نہیں کریں گے تو جانوروں سے بھی کم تر۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحبّتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید وفرقان حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ اور رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔

(پ۱۰)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہاری یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے۔ اور فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

حضرات! جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور رہا جہاد فی سبیل اللہ یہ اس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ جب تک انسان کے دل میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوگی اس لئے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جزوِ ایمان ہی نہیں بلکہ اصلِ ایمان ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۲)	کہ تم میں کوئی ایک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ مجھ سے اپنے اور اپنے والدین اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

حضرات! محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی روح ہے۔ نماز سے پوچھا تیری روح کیا ہے۔ نماز نے کہا ایمان ——— روزہ سے پوچھا تیری روح کیا ہے روزہ نے کہا ایمان ——— زکوٰۃ سے پوچھا تیری روح کیا ہے۔ زکوٰۃ نے کہا ایمان ——— حج سے پوچھا تیری روح کیا ہے۔ حج نے کہا ایمان۔ لیکن ایمان سے پوچھا بتا تیری روح کیا ہے تو ایمان نے کہا محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرات! محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصلِ نجات ہے۔ نماز ذریعہ نجات ہے اگر قبول ہو جائے ——— روزہ ذریعہ نجات ہے اگر قبول ہو جائے ——— حج ذریعہ نجات ہے اگر قبول ہو

جائے۔ روزہ ذریعۂ نجات ہے۔ اگر قبول ہو جائے ——— مگر محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ذریعۂ نجات نہیں بلکہ اصلِ نجات ہے۔

معزز سامعین! آیئے دیکھیں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وہ دین و دنیا میں سُرخرو ہو گئے۔

اعرابی کی محبت!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی۔ اعرابی کے اس سوال پر آپ نے پوچھا۔ اے قیامت کا سوال کرنے والے بتا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے۔ تو وہ عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے نبی نہ زیادہ نمازوں اور نہ زیادہ روزوں اور نہ ہی بہت زیادہ صدقات و خیرات کو توشہ بنایا ہے۔

وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ — لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

تو کملی والے نے فرمایا۔

قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ — فرمایا روزِ محشر تو اسی کے ساتھ ہو گا۔ جس کے ساتھ تجھے محبت ہے۔

(بخاری شریف ص۹۱۱ ج۲)

حضرات! جس کو جس سے محبت ہو گی۔ کل قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ ہو گا۔ خوش قسمت ہیں۔ وہ جنہیں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے۔ وہ کل قیامت کے دن اپنے آقا کے ساتھ ہوں گے۔

شاعر کہتا ہے کہ

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے
جیہڑا ہووے دُور محمد نوں!
اوہ رب توں وی دور ہو جاندا اے

ربیعہ کی محبّت!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک صحابی حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کا وضو کروایا کرتے تھے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جوشِ رحمت میں فرمایا۔ اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ مجھے مال و دولت کی ضرورت ہے نہ سیم و زر اور نہ ہی دنیا کے جاہ وجلال کی تمنا ہے بلکہ

اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۸۴)	میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کی صحبت نصیب ہو جائے

یعنی جس طرح یہاں آپکی غلامی کا موقعہ ملا ہے۔ اسی طرح جنت میں بھی میں ہی آپ کا خدمت گزار بن جاؤں۔ اس لئے کہ

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے
جیہڑا ہووے دُور محمد توں
اوہ رب توں وی دور ہو جاندا اے

عثمان کی محبت!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ جب مکہ معظمہ میں عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ کفار آپ کے ساتھ لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالات کا جائزہ لینے اور پیغام پہنچانے کے لئے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں بھیجا۔ تو آپ نے جا کر ان کو بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صرف عمرہ کرنے آئے ہیں نہ کہ تم سے جنگ کرنے کے لئے۔ تو کفارِ مکہ نے عثمانِ غنی کو کہا کہ اگر تم نے عمرہ کرنا ہے تو کر لو تمہیں اجازت ہے۔ مگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت نہیں دیں گے۔ اس پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ یا گئی تو عبادت حضور کے بغیر وہ عبادت کیسی۔ اس لئے کہ

(معارج النبوۃ صـ ۵۰۲ ج ۳)

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے
جیہڑا ہووے دور محمد توں
اوہ رب توں وی دور ہو جاندا اے

بلال کی محبت!

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ملک شام میں چلے گئے تھے۔ ایک دفعہ رات کو خواب میں سرورِ کونین کی زیارت ہوئی۔ آقا نے فرمایا بلال کیا بات ہے کہ تو ہماری زیارت کو نہیں آ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح ہوتے ہی تیاری کی اور روضہ رسول کی زیارت کے لیئے روانہ ہو گئے۔ جب پہنچ گئے تو روضہ انور کی خاک پاک اٹھا کر اپنے چہرہ پر ملی اور فراقِ محبوب میں خوب روئے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں۔ کہ دونوں شہزادے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لا رہے ہیں۔ جب قریب آئے تو دونوں کو سینے سے لپٹا لیا اور محبت سے سروں کو بوسے دینے لگے۔ اُدھر جب مدینہ والوں کو پتہ چلا کہ بلال آگئے۔ تو وہ بھی جوق در جوق شوقِ ملاقات میں آنے لگے اس کے بعد وہ حضرتِ بلال سے درخواست کرنے لگے کہ بلال ایک دفعہ پھر وہی اذان سُنا دو۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پڑھا کرتے تھے (چونکہ لوگوں کو معلوم تھا کہ بلال نے حضور کے بعد اذان دینا چھوڑ دی ہے) اس پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے معذرت کی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اب مجھ میں طاقت نہیں کہ میں اذان پڑھ سکوں۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ بلال اذان دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو اہل مدینہ نے حضرات حسنین کریمین کی خدمت میں عرض کی کہ تم بلال کو کہو کہ اذان سنائیں۔ اس لیئے کہ بلال سب کی موڑ سکتا ہے۔ مگر تمہارے کہنے پر ہرگز انکار نہیں کریں گے۔

چنانچہ شہزادوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اذان پڑھیں اب حضرت بلال اذان دینے پر مجبور تھے۔ جب اذان دینے کے لیئے اس مقام پر چڑھے۔ جہاں زمانہ رسالت میں پڑھا کرتے تھے۔ ادھر بلال نے اذان شروع کی اُدھر مدینہ طیبہ میں شور مچ گیا۔ لوگ فراقِ محبوب میں زار و قطار رونے لگے۔ جب حضرت بلال نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا اور سامنے کائنات کے والی محبوب کائنات نظر نہ آئے۔ تو حضرت بلال کے دل پر ایسی چوٹ لگی کہ روتے روتے نیچے اُتر آئے۔ (جذب القلوب ص۲۱۵)

ایسا کیوں ہوا۔ اس لئے کہ

بے خودی کا عالم ہے اسے ٹالا نہیں جاتا
جو دل میں اُتر جائے اسے نکالا نہیں جاتا

• لمبی رات وچھوڑے والی پل پل سکھیاں بھانے
جو کوئی قید عشق دے اندر سو تیوں درد پچھانے

براق کی محبت ؑ

معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمایا اے جبرئیل جنت میں جاؤ۔ اور میرے محبوب کی سواری کے لئے ایک براق لے آؤ۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جب جنت میں جاتے ہیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جنت میں چالیس ہزار براق موجود ہے۔ ایک سے ایک بڑھ کر حسین و جمیل ہے۔ اب سوچتے ہیں کہ براق تو سبھی خوبصورت اور دلکش ہیں۔ مگر خواجہ دو جہاں کے لئے کون سا براق لے جاؤں۔ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے۔ اچانک نظر اٹھی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کونے میں ایک براق سر جھکائے رو رہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اُس کے پاس جاکر پوچھتے ہیں۔ اے براق کیا وجہ ہے کہ آج تو خوشی و مسرت و شادمانی کا وقت ہے۔ مگر تو پریشان اور رو رہا ہے۔ براق نے جواب دیا۔ یا جبرئیل کسی کو اپنے رنگ پر مان ہوگا۔ کسی کو اپنے حسن پر ناز ہوگا۔ تو کسی کو اپنی طاقت پر فخر ہوگا مگر میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر میرے پاس بھی حسن و طاقت ہوتی یا میرا بھی کوئی رنگ ڈھنگ ہوتا تو میں بھی اُمید رکھتا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواری کے لئے مجھے منتخب کیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ اس براق کی عاجزی کام آگئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی براق کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی

سواری کے لئے منتخب کیا گیا۔ حضرات وہ براق امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری بننے کے لئے اتنی آہ وزاری کیوں کرتا تھا۔

(معارج النبوۃ ص۱۰۴ ج۲)

جنہوں رل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے

اور یہ مقدر کی بات ہے۔ کیونکہ

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
اُمّی لقبی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصّہ نہیں دیدار کسی کا
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

یہودی نوجوان کی محبّت!

مدینے میں ایک یہودی کا لڑکا جو دل میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی محبّت بسائے ہوئے تھا۔ مگر ساتھ ہی گھر والوں کا خوف اور برادری کا ڈر بھی تھا۔ کہ کسی نے ان کی محفل میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تو خیر نہیں ہوگی۔ موقعہ پا کر مسجد نبوی کے دروازے کے قریب سے گزرتا کہ کسی طرح والیٔ کائنات کی زیارت ہو جائے۔ بار بار جاتا کبھی زیارت ہو جاتی کبھی ایسے ہی گھر آجاتا محبّتِ رسول اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آگ کی چنگاری کی طرح سُلگتا رہتا۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ آخر وہ وقت بھی آگیا کہ آنکھوں کی نیند اُڑ گئی۔ چہرے کا رنگ اُتر گیا دل کھول کر رو بھی نہیں سکتا تھا۔ بالآخر فراقِ محبوب نے اُس عاشقِ زار کو بیمار کر ڈالا۔ باپ نے بڑے علاج کروائے۔ وقت کے

بڑے بڑے حکیم و طبیب آئے لیکن فاقہ نہ ہو سکا۔ جسم و تن کی بیماری ہو تو وہ کام کرے۔ مگر مریضِ عشق کا کیا علاج۔ بڑے جتن کئے لیکن حالت دن بدن گرتی گئی حتیٰ کہ پھول کی طرح مہکنے والا نوجوان سوکھ کر کانٹے کی مانند ہو گیا۔ ماں چارپائی پکڑ کر روتی۔ باپ پاگلوں کی طرح گلیوں میں چکر لگاتا پھرتا۔ باپ نے جب دیکھا کہ میرا بیٹا چند گھڑیوں کا مہمان ہے۔ منہ کے قریب کان لگا کر کہا میرے لال مجھے کہنا چاہتے ہو تو کہو۔ عرض کی، ابا جان آپ وعدہ کریں کہ میری زندگی کی آخری خواہش پوری کر دیں گے۔ تو میں کچھ کہوں۔ باپ نے دردناک آواز کے ساتھ جواب دیا۔ میرے دل کی ٹھنڈک یہ گھڑی بھی کوئی وعدے لینے کی ہے۔ بیٹا تیری خواہش پر میں اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بیٹے نے کہا ابا جان چند سالوں سے میں محمد عربی سے عقیدت و محبت رکھتا ہوں۔ صرف آپ کے ڈر سے یہ راز ظاہر نہیں کیا۔ دل کی آخری تمنا ہے کہ ایک بار ان کے رخِ تاباں کی زیارت کر لوں۔ اگر مہربانی کرو تو انہیں بلا لاؤ۔ جب باپ نے یہ سنا تو غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ لیکن جلد ہی اپنے جذبات پر قابو پایا۔ کیونکہ لختِ جگر سے وعدہ کیا ہوا تھا۔ کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے میرے نورِ نظر اگرچہ میرے لئے یہ بات سخت ناگوار ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ تم دنیا سے حسرت زدہ نہ جاؤ۔ میں تیری خواہش کی تکمیل کے لئے جا رہا ہوں۔ بے شک کل صبح مجھے اسرائیلی برادری کا مجرم کہا جائے گا۔ اٹھا اور دربارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پہنچا اور آواز دی کہ میں محمد عربی سے ملنا چاہتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سامنے جلوہ گر ہوئے۔ ارشاد فرمایا کیوں آیا ہے۔ کہنے لگا میرا ایک جوان سال بیٹا ہے۔ جو دل میں آپ سے عقیدت و محبت رکھتا ہے اور اس کی زندگی کی آخری گھڑیاں ہیں۔ اس کی خواہش ہے کہ چند ساعتوں کے لئے

شریف لے آئیں تاکہ رُخِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرتے ہوئے جان نکلے۔ یہ سُنتے ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ چلو اُس جوان کی عیادت کر آئیں۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس خوش قسمت جوان کی چارپائی پر پہنچے تو باپ نے آواز دی۔ بیٹا آنکھیں کھول تیرے مرکزِ عقیدت آگئے۔ یوں معلوم ہوا جیسے اُس آواز پر جاتی ہوئی روح پلٹ آئی۔ نوجوان نے آنکھیں کھولیں کیا دیکھتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے والضحیٰ کے مکھڑے والا موجود ہے۔ نوجوان کہنے لگا۔ اے اللہ کے نبی میں بھی آپ کی غلامی میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ میرے نامۂ زندگی میں ایک سجدہ بھی نہیں ہے۔ میری بخشش کیسے ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے جوان کلمہ پڑھنا تیرا کام ہے۔ بارگاہِ الٰہی سے بخشوانا میں نبی کا کام ہے۔ نوجوان نے کلمہ پڑھا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آخر اس جوان کا باپ عرض کرنے لگا۔ حضور اب یہ جنازہ میرا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی مقدس امانت ہے۔ اور اب یہ میرے گھر سے نہیں آپ کے درِ دولت سے اُٹھے گا۔ باپ کی درخواست قبول فرمالی گئی۔ اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب اس نوجوان کا جنازہ مدینے کی گلیوں سے نکلے گا۔

؎ عاشق کا جنازہ ہے ذرا جھوم کے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

جنازہ جا رہا تھا۔ ہجوم کا یہ عالم تھا کہ مدینے کی گلیوں میں ایک تل رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی اور سرکار جنازہ کے ساتھ پنجوں کے ساتھ چل رہے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایسا کیوں ہے۔ فرمایا

کہ آسمانوں سے رحمت کے فرشتے اتنے آئے ہوئے ہیں کہ پورا قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ جنت البقیع میں جنازہ لے جایا گیا۔ لحد میں اتارنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں تشریف لے گئے اور اس عاشقِ زار کو خود دفن کیا۔

(زلف وزنجیر صد ۱۹۷ ج ۱)

معلوم ہوا کہ :-

جنہوں مل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے

اُستنِ حنانہ کی محبت!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں منبر شریف بننے سے پہلے کھجور کا ایک ستون تھا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پشتِ انور لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر بننے کے بعد جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو اُس ستون سے دردناک لہجے میں رونے کی آواز آئی۔

اُستنِ حنانہ در ہجرِ رسول
نالہ می زد ہم چو اربابِ عقول ! !

اُستنِ حنانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں عقلمندوں کی طرح آہ و فغاں کرنے لگا۔ تو

فَنَزَلَ النَّبِیُّ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَیْهِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اس پہ اپنا دستِ اقدس رکھا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

تو اُسے سکون مِل گیا اور وہ چُپ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔ پھر آپ نے اس کو کٹوا کر منبر شریف کے نیچے دفن کرا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶) (زرقانی ص ۱۳۸ ج ۴)

حضرات! وہ کھجور کا تنا کیوں رویا اس لئے کہ وہ جانتا تھا۔

جنہوں مِل جائے قربت سوہنے دی
اوہ رب دے قریب ہو جاندا اے

جامی کی محبت!

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جب بارگاہِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضری کے لئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے والیٔ مدینہ کو حکم دیا کہ میرے عاشق کو شہر سے باہر روک لیا جائے ورنہ جس جذب و کیف میں وہ آ رہا ہے مجھے اس کی دلدہی کے لئے گنبدِ خضریٰ سے باہر آنا پڑے گا۔ جامی کو کئی بار روکا گیا۔ ایک بار جامی نے سالارِ کارواں سے کہا کہ مجھے صندوق میں بند کر کے گنبدِ خضرا تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ سالارِ قافلہ نے آپ کو صندوق میں بند کر دیا۔ اُدھر والیٔ مدینہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت ہوئی۔ تو وہ خود اس کاروانِ عشق و محبت کے استقبال کے لئے شہر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ جس میں حضرت جامی چھُپ کر داخل ہو رہے تھے۔ اُونٹ سے سامان اُتارا گیا۔ وہ سامان' سامانِ عشق و محبت تھا۔ جو جامی کی شخصیت بن کر صندوق میں بند تھا۔ نہایت ادب سے پیغامِ محبوب پہنچایا گیا۔ اور روک دیا گیا۔ کچھ

دنوں کے بعد حاضری ہوئی تو جالی لپٹ لپٹ کر فریاد کرتے رہے۔
(شواہد النبوۃ ص۱۶۱)

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

O

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عطاءِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید، فرقان حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے اپنی عطاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (پ ۳۰)	اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

حضرات! کوثر کا معنی ہے بہت زیادہ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے اور سورۃ کوثر کو اِنَّ سے شروع فرمایا ہے۔ اِنَّ کا معنی ہے۔ بے شک اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں شک کو دُور کرنا مقصد ہو۔ چونکہ کفارِ عرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ملکیت کے منکر تھے۔ جیسے آج بھی بعض بد باطن منکر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور کے پاس کچھ نہیں وہ کیا دیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لفظ اِنَّ بول کر فرما دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ اسی لئے تو آپ فرماتے ہیں

وَاِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)	اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ (بخاری شریف ص ۱۰۳۱ ج ۲)	میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ پس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ (خصائص کبریٰ ص۱۹۵ ج۔۱)	مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْیَضُ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)	مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید (یعنی سونا اور چاندی کے) عطا فرمائے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا یَئِسُوا الْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۴)	قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے تو عزت و کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ:۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

خالقِ کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپکے قبضہ و اختیار میں

حضرات گرامی! قرآن و حدیث کے دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے تمام خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دربار میں حاضر ہونے والا کوئی بھی خالی نہیں جاتا۔

عطاءِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے بہت کچھ سُنتا ہوں۔ مگر بھول جاتا ہوں تو مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دی تو آپ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا اسے سینے سے لگا لو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ۔

فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدَهُ۔ (بخاری شریف صـ۲۲ ج ۱)	پس اس کے بعد میں کبھی نہ بھولا۔

حضرات! جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوہریرہ کی چادر میں اپنے دستِ اقدس سے لپ بھر کر ڈال رہے تھے۔ دیکھنے والے تو حیران ہو گئے کہ بظاہر دیکھنے میں تو ہاتھ خالی ہیں۔ مگر آپ کیا ڈال رہے ہیں۔ لیکن جب ابوہریرہ کا حافظہ تیز ہو گیا تو پھر سمجھ گئے کہ واقعی بظاہر تو آپ کے ہاتھ خالی نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں دو جہانوں کی نعمتیں آپ کے خالی ہاتھ میں ہیں۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

پانی کا چشمہ!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حدیبیہ کے مقام پر لوگ پیاس کی شدت سے بہت پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس پانی ختم ہو گیا ہے۔ نہ پینے کے لئے ہے۔ نہ وضو کرنے کے لئے ہے۔ صرف ایک لوٹے کے برابر پانی ہے۔ جو اس برتن میں ہے۔ تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن کو اپنے قریب کیا اور اپنا دستِ مبارک اس میں رکھ دیا۔ اتنے میں آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

تمام صحابہ علیہم الرضوان نے وہ پانی پیا اور اس پانی سے وضو بھی کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ وہ پانی کتنے لوگوں نے استعمال کیا۔

قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً
(بخاری شریف ص ۵۹۸ ج ۲)

فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔ مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔

حضرات! آپ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ حالانکہ بظاہر آپ کے ہاتھ میں پانی کا کوئی بہت بڑا

برتن یا کوئی چشمہ نہیں تھا۔ ہاتھ مبارک خالی تھا۔ جب برتن میں ڈالا گیا تو اتنا پانی ہو گیا کہ دس یا بیس یا پچاس یا سو نہیں بلکہ پندرہ سو نے وہ پانی پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ دیکھنے کو تو ہاتھ خالی ہے مگر حقیقت میں،

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

کھانے کا چشمہ!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا ہے میں گھر آیا اور بیوی سے کہا کچھ کھانے پکانے کے لئے ہے۔ جابر کی بیوی کہنے لگی۔ تھوڑے سے جو ہیں اور یہ بکری کا بچہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے ٹھیک ہے۔ اسے ذبح کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کر کے آج آپ کو کھانا کھلائیں گے۔ حضرت جابر کہنے لگی ٹھیک ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدگی میں بات کرنا اور کہنا کہ:۔

فَتَعَالِ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ۔ حضور آپ اور اپنے ساتھ چند آدمی لے آئیں زیادہ نہ ہوں۔ کیونکہ کھانے کا انتظام تھوڑا ہے۔ جابر نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج شام کا کھانا جابر کے گھر ہے لہٰذا تھوڑے سے غلام ساتھ لے آئیں۔

قلی مرت فقیراں دی
ایہنوں عرش بنا جا اج دی رات

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو

فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ

تو بلند آواز سے اعلان کر دیا اے خندق والو۔ بے شک آج جابر کے گھر تم سب کی دعوت ہے۔

جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو ضرور سوچا ہوگا۔ کہ میں نے تو کہا تھا کہ چند ایک صحابی ساتھ ہوں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو سب کو کہہ دیا ہے۔ جابر نے سُن تو لیا۔ مگر اعتراض نہیں کیا۔ اس لئے کہ جابر کا عقیدہ تھا کہ :-

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

گھر گئے۔ بیوی کو بتایا۔ اس نے کہا اب ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جس محبوب نے سب کو بلایا ہے۔ وہ خود ہی سب کو کھلا لیں گے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سارے لشکر کو لے کر جابر کے گھر پہنچ گئے اور آپ نے اپنا لعاب دہن آٹے اور سالن والی ہنڈیا میں ڈال دیا۔ جیسا کہ آپ نے پہلے ہی حکم فرما دیا تھا کہ سالن اور روٹیاں نہ پکانا جتنک میں نہ آ جاؤں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اب روٹیاں اور سالن پکاؤ۔ بس پھر کیا تھا کہ آپ کے لعابِ دہن کی برکت تھی۔ کہ اس تھوڑے سے آٹے اور سالن میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ ایک ہزار آدمی کھانا کھا گئے۔ نہ روٹی کم ہوئی نہ سالن کم ہوا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲)

حضرات! یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لعابِ دہن کی برکت تھی کہ تھوڑے

سے کھانے میں اتنی برکت آئی کہ ہزار آدمی کھانا کھا گئے مگر کھانے میں کمی نہ آئی۔ میں کہتا ہوں نبی کو اپنی مثل بشر کہنے والو، تم بھی اپنے گھر کی ہنڈیا میں تھوک کر دیکھو۔ کھانا زیادہ ہونا تو کجا پہلا بھی جاتا رہے گا۔

کھجوروں کا چشمہ!

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ جب کھجوروں کا موسم آیا تو تمام قرض خواہ اپنا اپنا قرضہ لینے کے لئے آ گئے۔ میں نے وہ ساری کھجوریں ان کے سپرد کر دیں۔ مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ کھجوریں قرضے سے کم ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدھے حضور سرورِ کائنات کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی آقا میرے ساتھ باغ میں تشریف لے چلیں۔ اور میرے قرض خواہوں کو یقین دلائیں کہ کھجوریں کم نہیں ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے، تو آپ نے فرمایا۔ اے جابر

فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهٖ	تمام کھجوروں کی ڈھیریاں علیحدہ علیحدہ لگا دو۔

چنانچہ ڈھیریاں لگا کر قرض خواہوں کو بلایا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک بڑی ڈھیری کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس کے اردگرد تین چکر لگائے اور اس ڈھیری سے سب کو کھجوریں ناپ کر دیں۔

حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَهٗ	یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا قرضہ ادا کر دیا

تعجب کی بات تو یہ تھی کہ تمام قرض خواہ اپنا قرض لے گئے۔ مگر کھجوریں اسی طرح

برقرار رہیں اور

لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔ | ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ۔ (بخاری شریف صـ۵۸۰ ج ۲) (مشکوٰۃ شریف صـ۵۳۷)

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

دودھ کا چشمہ!

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت بھوک لگی اور وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار دُربار میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مجھے بھوک نے ستایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ ابو ہریرہ میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم گھر میں تشریف لے گئے اور ایک دودھ کا پیالہ لیا اور فرمایا جاؤ اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ۔ اصحابِ صفہ کی تعداد ستر تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پیالہ تو ایک ہے۔ اگر وہ بھی آ گئے۔ پھر میرے لئے کیا بچے گا۔ مگر دل نے سہارا دیتے ہوئے کہا کہ اے ابو ہریرہ پیالے کو نہ دیکھ پیالے والے کو دیکھ۔ وہ تو

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

الغرض حکم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر عمل کرتے ہوئے۔ اصحابِ صفہ کو بلا لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ لو یہ

دودھ کا پیالہ اور باری باری سب کو پلاتے جاؤ۔ جب سب نے سیر ہو کر پی لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دودھ کا پیالہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ پھر وہ پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ	اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔

فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا۔ لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔	فرمایا۔ اب تم اور میں رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پھر وہ پیالہ آپ نے مجھے دیا اور فرمایا لو پیو۔

فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ	بس میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔

فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ حتیٰ کہ کئی بار یہی فرمایا کہ اور پیو، اور پیو اور میں اس کی تعمیل کرتا رہا۔

حَتّٰی قُلْتُ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَہٗ مَسْلَکًا۔	آخر میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب تو بالکل گنجائش نہیں رہی

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ شریف پڑھا اور باقی دودھ خود نوش فرمالیا۔ (بخاری شریف صہ ۹۵۵ ج ۲)

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دلیلِ خُدا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ
رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں ۔

حضرات محترم ! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید، فرقانِ حمید کی جو آیۂ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں دلیلِ خدا اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ

واٰلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (پ)

اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

حضرات! آپ جانتے ہیں کہ دلیل ہوتی ہے دعویٰ پر پہلے دعویٰ پھر اس کی دلیل مثلاً ایک شخص دعویٰ کرتا کہ میں عالم ہوں تو اس سے کہا جائے گا تیرے عالم ہونے کی دلیل کیا ہے۔ کاریگر دعویٰ کرے کہ میں کاریگر ہوں تو اس سے کہا جائے گا۔ کہ تیرے کاریگر ہونے کی دلیل کیا ہے۔ یعنی دعویٰ پہلے ہوگا۔ دلیل بعد میں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل آگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دلیل پر دعویٰ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دلیل ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دعویٰ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دلیل ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حق ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حقانیت ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نور ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نورانیت ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلام ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ متکلم ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ذکر ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ذاکر ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہدایت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہادی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ارشاد ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مرشد ہے۔

حضرات گرامی دعویٰ کی مضبوطی دلیل سے ہوگی۔ دلیل مضبوط ہے تو دعویٰ بھی مضبوط۔ اگر دلیل ناقص ہے تو دعویٰ بھی ناقص۔

آیئے دیکھیں کہ دلیل میں نقص کیسے پیدا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ مصوّر کی تعریف تصویر سے ہوگی معمار کی تعریف تعمیر سے ہوگی۔ جب بھی کوئی کسی مصنوعی تصویر کی تعریف کرے گا تو وہ دراصل مصوّر کی تعریف ہوگی۔ یعنی ناظر جب تصویر کو دیکھے گا تو کہے گا۔ کہ مصوّر نے کمال کر دی کیسی اعلیٰ تصویر بنائی کیسی شان والی تصویر بنائی۔ تو ظاہر ہے اس تصویر کے بنانے والا خوش ہو جائے گا اور یہ تصویر اُس مصوّر کے دعویٰ کی دلیل ہے۔ جس سے اس کا دعویٰ مضبوط ہو جائیگا لیکن اگر تعریف کرنے کے بعد آخر میں یہ کہہ دے کہ تصویر تو اچھی ہے مگر اس کا ناک ٹیڑھا ہے۔ تو سمجھ لیں کہ اس کی تمام تعریف ختم ہو جائے گی۔ جس سے دعوئ مصوّر کمزور اور ناقص ہو جائے گا۔ اور مصوّر ناراض ہو جائے گا کیونکہ اس کی صنعت میں نقص نکال دیا گیا ہے۔

حضرات! اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس خالق حقیقی کی تصویر بے مثل و بے مثال ہیں اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی دلیل ہیں تو اگر ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرے، نمازیں پڑھے۔ روزے بھی رکھے سخاوت بھی کرے۔ زکوٰۃ بھی دے۔ تبلیغیں بھی کرے۔ لمبے لمبے سجدے بھی کرے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے گا لیکن جب ساری عبادتیں کرنے کے بعد آخر میں دلیلِ خدا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ کے متعلق یہ کہہ دیا۔ کہ وہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں رکھتے۔ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں اور ہماری مثل ایک عام بشر ہیں۔ تو پھر سمجھ لیں کہ دلیلِ خدا میں نقص آ جائے گا۔ اور دعویٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کمزور پڑ جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے گا۔ جس سے اس کی ساری کی گئی عبادت رائیگاں جائے گی تو نتیجہ یہ نکلا کہ

اللہ تعالیٰ کی شان بھی اسی وقت بلند ہوگی۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کریں گے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں جنہوں نے ہمیں بتایا کہ خدا ایک ہے۔ یوں سمجھیں کہ شان میں خدا پہلے ہے اور پہچان میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں گے تو پتہ چلے گا۔ کہ

جس کا محبوب ایسا ہے وہ محب کیسا ہوگا۔
جس کا مطلوب ایسا ہے وہ طالب کیسا ہوگا۔
جس کا بندہ ایسا ہے وہ مولیٰ کیسا ہوگا۔
جس کا فرشی ایسا ہے وہ عرشی کیسا ہوگا۔
جس کا بامکاں ایسا ہے وہ لامکاں کیسا ہوگا۔
جس کا باصورت ایسا ہے وہ بے صورت کیسا ہوگا۔
جس کا مصطفےٰ ایسا ہے وہ خدا کیسا ہوگا۔

وہ مصوّر کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے

معززسامعین! یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کو دلیل نہیں فرمایا۔ محبوب کی باری آئی تو فرمایا دلیل آگئی۔ حالانکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (پ۳)	ہم کسی رسول کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

مگر یہاں کیوں وہ اس لئے کہ۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (پ ۳)

یہ رسول ہیں۔ فضیلت دی ہم نے اُن کو بعض کو بعض پر

یعنی پہلے نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے ایک دستور اور قانون دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔ فرمایا لے جاؤ یہ دستور ہے۔ یہ قانون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی فرمایا لے جاؤ یہ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے قانون و دستور ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی فرمایا یہ دستور ہے لے جاؤ۔ اب اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ مگر جب باری آئی آمنہ کے لال کی فرمایا محبوب تجھے دستور اور قانون بنا کر نہیں دیا۔ بلکہ تو چلے گا تو قانون بن جائے گا۔ تو بیٹھے گا تو قانون بن جائے گا۔ تو اٹھے گا تو قانون بن جائے گا اور تو بولے گا تو قانون بن جائے گا۔ کسی شاعر نے کہا کہ

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیرا اے

حضور کا فیصلہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ کملی والے نے فرمایا۔ تجھے کس چیز نے ہلاک کیا۔ وہ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر چکا ہوں۔ تو حضور سرور کائنات علیہ التحیہ والثناء نے ارشاد فرمایا۔ ایک غلام آزاد کر دو

عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ مجھ میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ فرمایا دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ۔ وہ عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے نبی مجھ میں یہ بھی ہمت نہیں ہے۔ کملی والے نے فرمایا۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے وہ کہنے لگا۔ آقا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر کے بعد دربارِ رسالت میں کھجوریں پیش کی گئیں تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے۔ سوالی حاضر ہو گیا۔ فرمایا یہ کھجوریں اٹھا لے اور مدینہ منورہ کے غریبوں میں تقسیم کر دے۔ تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ یہ سنا تو کہنے لگا۔ اے کملی والے آقا مجھ سے زیادہ مدینہ میں غریب کوئی نہیں ہے۔ تو رحمۃ للعالمین نے مسکرا کر فرمایا۔ اے سوالی

اَطْعِمْہُ اَھْلَکَ بخاری شریف ص۲۵۹-۶ ج ۱	جا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیر اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے

مقتولین کی نشاندہی!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ بدر میں کفار کے مقتولین کی نشاندہی فرمائی۔ آپ نے اپنی انگشت مبارک سے نشان لگا لگا کر فرمایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا۔ اور فلاں کافر یہاں مرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:۔

فَمَا مَاطَ اَحَدُ هُمْ عَنْ مَوْضَعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمْ۔
(مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳)

وہ کافر اسی جگہ مرا جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشان لگایا تھا۔

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے

دوزخی مجاھد!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں لڑائی شروع ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص (جو بڑی جرأت وبہادری سے لڑ رہا تھا) کے متعلق فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ بڑی شجاعت وبہادری سے لڑ رہا ہے۔ فرمایا وہ دوزخی ہے۔ آخر کار لڑتے لڑتے جب وہ زخمی ہو گیا تو اپنی ہی تلوار سے خودکشی کر لی۔ جب صحابہ کرام نے یہ منظر دیکھا۔ تو دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور

فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَدَّقَ اللّٰہُ حَدِیْثَکَ

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دیا۔

جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔ اس نے اپنی ہی تلوار سے قَتَلَ نَفْسَہٗ اپنے آپ کو قتل کر لیا۔
(مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲)

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے

گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک تھا۔ اس نے یہ بات جان بوجھ کر غلط کہی تھی۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لَا اسْتَطَعْتَ۔ تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اس کا ایسا ہی حال ہوگیا کہ دایاں ہاتھ اس کا ایسا بیکار ہوا کہ

فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ منہ تک نہ پہنچ سکتا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶)

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے

منہ ٹیڑھا ہوگیا!

ایک گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑا کر منہ ٹیڑھا کر کے آپ کا نام لیا تو اسی وقت اس کا منہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا ہوگیا۔ لاکھ کوشش کی مگر منہ سیدھا نہ ہوا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے نبی مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوگئی۔ مجھے معاف فرما دیں۔ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ کی گستاخی موجب عذاب ہے اور میں یہ جانتا ہوں کہ آپ رحمتِ عالم ہیں۔ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں

کہ اللہ کے لئے میری خطا معاف فرما دیں۔

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد !!
چوں زجرأت توبہ کرد آں روئے زرد

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت جوش میں آگئی اور فرمایا کہ میں نے معاف کر دیا وہ اسی وقت اچھا ہو گیا اور سمجھ گیا کہ:۔

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیر اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے

سراقہ زمین میں!

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے ادھر قریش مکہ نے اعلان کیا۔ کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اُسے ایک سو اونٹ دیا جائے گا۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم نے یہ اعلان سُنا تو اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا۔ اور آپ کے قریب پہنچ گیا۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر پڑی تو دیکھ کر عرض کرنے لگے۔ اے کملی والے آقا۔ جَاءَ سَرَاقَۃُ یارسول اللہ سراقہ آگیا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدیق کوئی فکر نہ کر اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اتنے میں جب سراقہ بالکل قریب آگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔ یَا اَرْضُ خُذِیْہِ اے زمین اسے پکڑ لے۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ لفظ نکلنا تھا کہ زمین نے فوراً سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا اور وہ سمجھ گیا۔ کہ

تیرے موہنوں جیہڑی گل نکلے اوہ تیرا اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اودہو تقدیر لے

سراقہ یہ منظر دیکھ کر گھبرایا اور عرض کرنے لگا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر رحم فرمائیں اور زمین سے نجات دلا دیں۔ میں واپس چلا جاؤں گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے زمین نے اسے چھوڑ دیا۔

(شواہد النبوۃ ص۱۱۵) (معارج النبوۃ ص۱۹ ج۳)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شانِ صدیقِ اکبر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ہ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید، فرقانِ حمید کی جو آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔	اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

(پ ۲۴)

حضرات! تفاسیر میں آتا ہے کہ وَصَدَّقَ بِہٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ الَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔	علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ سچ لے کر تشریف لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور سچ کی تصدیق کرنے والے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۳۲۸) (تفسیر خازن ج ۴ ص ۵۵) (کنزالایمان ص ۶۷۴) (صواعق محرقہ ص ۶۲)

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جن کے لئے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَابَکْرٍ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ	اے اللہ قیامت کے دن ابوبکر کو میرا ساتھی بنا دے۔ پس اللہ

الْقِيَامَۃِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اِسْتَجَابَ لَکَ۔

(الوفا ص ۲۸۶ ج ۱)

تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ بے شک آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے۔

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رونقِ بازارِ مصطفےٰ صدیق، حاملِ انوارِ مصطفےٰ، صدیق، حاملِ افکارِ مصطفےٰ صدیق، مظہرِ کردارِ مصطفےٰ صدیق۔

واقفِ اسرارِ مصطفےٰ صدیق ——— زینتِ دربارِ مصطفےٰ صدیق ———

نکہتِ گلزارِ مصطفےٰ صدیق ——— کشتۂ دیدارِ مصطفےٰ صدیق ———

ساکنِ مزارِ مصطفےٰ صدیق ——— اور افضل البشر بعد الانبیاء صدیق ———

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ شفق بھی ہیں اور شفیق بھی، آپ رہبر بھی ہیں اور خلیق بھی ——— آپ اعتق بھی ہیں اور عتیق بھی اور آپ صادق بھی ہیں اور صدیق بھی۔

خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا
کلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا
کہا روح الامین نے حاضرِ دربارِ شہ ہو کر
صحابہ میں ہے عالی مرتبہ صدیق اکبر کا
کہا ثَانِیَ اثْنَیْنِ ان کو خدا نے
کہا اُن کو صدیق ہے مصطفےٰ نے

محمد ہیں شاہکار ربِ جلی کا
محمد کا شاہکار صدیق اکبر

بچپن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مجلس لگی ہوئی تھی اور شمع کائنات خواجۂ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچپن کا واقعہ سنایا۔ عرض کی کہ میری چار برس کی عمر تھی۔ میرے باپ ابو قحافہ مجھے بُت خانہ میں لے گئے۔ اور کہنے لگے یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو۔ یہ کہہ کر حضرت ابو قحافہ باہر آ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بُت کے سامنے تشریف لے گئے اور فرمایا۔

اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ	میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا
اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ	میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے۔

مگر وہ بُت کچھ نہ بولا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک پتھر لیا۔ اور فرمایا اگر تو خدا ہے تو مجھ سے اپنے آپ کو بچالے۔ وُہ بت بھلا کیا جواب دیتا جو تھا ہی بُت آپ نے وُہ پتھر اُسے مار دیا۔

جس کے لگتے ہی وہ گر گیا اور قوتِ خداداد کی تاب نہ لا سکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی تو غضب ناک ہو کر ابوبکر کے رخسار پر ایک تھپڑ مار دیا۔ اور آپ کو آپ کی والدہ ام الخیر کے پاس لے آئے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ جب یہ پیدا ہوا تھا۔ تو غیب سے یہ آواز آئی تھی۔ کہ اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مبارک ہو، اس آزاد بچے کا آسمانوں میں نام صدیق ہے

اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی اور رفیق ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کر چکے تو۔

نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَقَالَ صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ وَھُوَ الصِّدِّیْقُ۔	جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر نے سچ کہا ہے اور وہ صدیق ہیں

(ارشاد الساری شرح بخاری صلا-۷) (المکان الحیدریہ، اعلیحضرت)

شام والا خواب!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ تجارت کی غرض سے ملک شام میں گئے۔ ایک رات سوئے تو خواب آئی کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے چاند اترا اور گود میں آگیا۔ صبح ہوئی تو بحیرہ راہب کے پاس گئے۔ تعبیر پوچھی اس نے کہا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو فرمایا مکہ معظمہ کا۔ پھر اس نے پوچھا قبیلہ کون سا ہے۔ فرمایا قریش۔ راہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ خواب ضرور سچا فرمائے گا اور تم میں سے ایک نبی مبعوث فرمائے گا۔

تَکُوْنُ وَزِیْرُہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ وَخَلِیْفَتُہٗ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِہٖ	ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر ہوں گے اور وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔

ادھر جب مکہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو ابوبکر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے۔

قَالَ الرُّؤْيَا الَّتِیْ رَأَیْتَ بِالشَّامِ۔	فرمایا وہ خواب جو تونے شام میں دیکھا۔

یعنی جو تو نے شام میں خواب دیکھا ہے۔ وہ خواب میری نبوت کی دلیل ہے یہ سنا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(نزہتہ المجالس صفحہ ۱۵۳ ج ۲) (ریاض النضرہ صفحہ ۸۵ ج ۱)

سخاوتِ صدیق اکبر!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں۔ کہ جس روز میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے۔ انہوں نے وہ سب کے سب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دیئے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔	کہ جتنا نفع مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال نے دیا۔ اتنا نفع کسی کے مال نے نہ دیا۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

هَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۵)	میں اور میرا مال سب حضور کا ہی ہے۔

اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہمارے اوپر کسی کا احسان نہیں نہیں رہا سب کا اتار دیا ہے مگر ابوبکر کا احسان میرے ذمہ باقی ہے۔

اس کا عوض قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔	يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

دوسری حدیث!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری کوشش یہی رہتی کہ میں کسی نہ کسی معاملہ میں ابوبکر سے بڑھ جاؤں۔ چنانچہ ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم فرمایا۔ اور اس دن اتفاقاً میرے پاس مال بھی بہت زیادہ تھا۔ میں جلدی سے گھر گیا اور جاتے ہوئے راستہ میں یہ خیال کرتا جاتا کہ

آج میں ابوبکر سے بڑھ جاؤں گا۔	اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر گئے اور آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑا اور دوسرا آدھا اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قدموں میں حاضر کر دیا۔ دریں اثنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عمر فاروق سے پوچھا عمر کیا لائے ہو۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آدھا مال گھر چھوڑ آیا ہوں اور

آدھا مال لے آیا ہوں۔	وَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ۔

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی تو سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا صدیق تم کیا لائے ہو عرض کی اے کملی والے آقا گھر کا سارا سامان لے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ	گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا

عرض کی!

اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ	ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

مقامِ صدیقِ اکبر!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازی ہوگا۔ وہ نماز کے دروازے سے جنت میں بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا جو سخی ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا کوئی ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا۔

فَقَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ یَا اَبَابَکْرٍ۔	فرمایا ہاں اور میں امید رکھتا ہوں اے ابوبکر تم ان ہی میں سے ہوں گے (بخاری شریف ص۵۱۶ ج۱)

یعنی اے ابوبکر تمہیں سب دروازوں سے آواز آئے گی۔ کہ ابوبکر ادھر سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہارے لئے نماز کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ تمہارے لئے روزہ کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ تمام دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔ جدھر سے جی چاہے آ جاؤ۔

حضرات! جن لوگوں کو فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب بھی ابوبکر کے جنتی ہونے میں شک ہے۔ وہ خود تو دوزخ میں جا سکتا ہے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عظمت و شان میں شک ہو سکتا نہیں۔ بولو عظمتِ صدیق میں شک ہو سکتا نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے جنتی ہونے میں شک ہو سکتا نہیں۔ جو صدیق اکبر کی عظمت و شان میں شک کرے اس کے جہنمی ہونے میں بھی شک ہو سکتا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو یہاں تک فرما دیا۔

اے ابوبکر

اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ۔	تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو۔

(ترمذی شریف ص ۲۰۸ ج ۲) (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

مقامِ محبت!

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فرمایا یہ انگوٹھی لے جاؤ اور اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھوالاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے وہ انگوٹھی ایک نقاش کو دی اور کہا اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ دو۔

اس نے پورا کلمہ شریف لکھ دیا۔ جب ابوبکر انگوٹھی لے کر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انگوٹھی دیکھی تو اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ لکھا ہوا ہے۔ کملی والے ؐ نے فرمایا اے ابوبکر۔

مَا ھٰذِہِ الزِّیَادَۃُ | یہ زیادتی کیسی ہے۔

عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ تو میں نے لکھوایا ہے۔ لیکن ابوبکر صدیق کا مجھے علم نہیں اور نہ ہی میں نے اسے کہا۔ ابھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ عرض کر ہی رہے تھے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے یارِ غار نے تمہارے نام کو میرے نام سے جدا کرنا پسند نہ کیا تو مجھے بھی یہ پسند نہ آیا۔ کہ تمہارے نام سے صدیق کا نام جدا ہو جائے۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۵۵، ج ۲)

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ انعام کیسے ملا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مقامِ عشق!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن مشرکین مکہ کے ساتھ غزوۂ بدر میں لڑ رہے تھے۔ جب عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے تو

انہوں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا۔ کہ آپ بدر کے دن کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے۔ مگر میں باپ سمجھ کر ہاتھ روک لیتا۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے جواب دیا کہ اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی تجھے معاف نہ کرتا۔ کیونکہ تو گستاخِ رسول تھا۔ (خلفاءِ راشدین ص۳۷)

مقامِ ادب!

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا: اے ابوبکر۔

اَنَا اَکْبَرُ وَ اَنْتَ	میں بڑا ہوں یا تو

عرض کی آقا عمر تو میری زیادہ ہے مگر بڑے آپ ہیں۔
(خلفاء راشدین ص۱۱۲)

وصالِ صدیق اکبر!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ ابوبکر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ اگر دروازہ کھل جائے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کے سامنے رکھا گیا۔ اور عرض کی گئی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ یہ ابوبکر ہیں دروازہ پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں ۔ اتنا کہا تو دروازہ کھل گیا اور آواز آئی ۔

اُدْخُلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ	دوست کو دوست کے پاس لے آؤ ۔

(نزہۃ المجالس صہ ۱۶۵ ج ۱) (نور الابصار صہ ۶۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارِ غار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ ٥

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عقیدت و محبّت کے ساتھ ہدیۂ درود و سلام پیش کریں۔

حضراتِ محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی ایک آیۂ کریمہ کا کچھ حصّہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے

ہجرت کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (پ۱۰)	دو جان جب وہ دونوں غار میں تھے۔

حضراتِ گرامی! جب مشرکینِ مکہ نے دیکھا کہ اسلام روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے شروع کر دیئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ جس شمع کو خود خدا روشن کرے اسے کوئی نہیں بُجھا سکتا۔

شمعِ محمدی!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (پ۲۸)	چاہتے ہیں کہ اللہ کا نُور اپنے مونہوں سے بُجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پُورا کرنا پڑے پڑے بُرا مانیں کافر کیا مطلب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے کافرو تم نُورِ خدا کو بُجھاتے رہو گے میں خدا ہو کے چمکاتا رہوں گا۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت خُدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

کفار و مشرکین پریشان ہو گئے۔ کہ سمجھ نہیں آتی جو بھی جاتا ہے۔ واپس نہیں آتا۔ صدیق گیا وہ نہیں آیا۔ عمر کہتا رہا کہ ابھی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر لاتا ہوں وہ بھی واپس نہیں آیا۔ عثمان گیا وہ نہیں آیا۔ جو بھی جاتا ہے اس کے ساتھ ہی مل جاتا ہے۔ الغرض انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ کسی نہ کسی طریقہ سے نبی کو ہی قتل کر دیا جائے۔

"نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری"

دارالندوہ کی میٹنگ

آدھی رات کے وقت دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ گفتگو شروع تھی کہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ پوچھا کون ہے آواز آئی دروازہ کھولو۔ جب دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک سفید ریش بزرگ لمبی لمبی داڑھی والا۔ پوچھا بابا کون ہے۔ بولا اَنَا شَیخٌ نَجدِیٌّ مِنْ نَجْدٍ۔ میں شیخ نجدی ہوں نجد سے آیا۔ کہنے لگا کیوں آیا ہے۔ اس نے کہا جو کام تم کر رہے ہو میں تو اس کام کا سردار ہوں۔ ابو جہل نے جلدی سے کرسی صدارت چھوڑ دی اور کہا جناب اس کرسی پر بیٹھو۔ شیطان کہنے لگا۔ اپنی اپنی آراء پیش کرو۔ ایک اٹھا کہنے لگا۔ کہ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیس نکالا دے دو شیطان نے کہا کہ بیٹھ جا تیری رائے درست نہیں ہے۔ اس نے کہا کیوں۔ شیطان نے کہا کہ تم خود ہی کہتے ہو کہ وہ جس کو دیکھ لیتا ہے۔ جہاں سے گزر جاتا ہے اسے ساتھ ہی لے جاتا ہے۔

اوہ محبوب کل سوہنا ختم الرسل
جتھوں لنگدا گیا ای رنگ لیندا گیا

عبداللہ دا چن دُکھیاں دا سجن
کبھویں توحید نوں ورتیندا گیا
لا الٰہ دی چھُری جیہڑے دل نے پھیری
بہتراں دے خدا بنھویندا گیا

اس کے بعد ایک اور کھڑا ہوا۔ کہنے لگا۔ جناب میرا مشورہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قید کر دو۔ شیطان نے کہا تو بھی بیٹھ جا۔ کہنے لگا۔ جناب کو کوئی اعتراض۔ شیطان نے کہا کہ خود ہی کہتے ہو۔ جہاں سے وہ نبی گزر جاتا ہے۔ وہاں سے کئی کئی دن تک خوشبو آتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس محبوب کو بے شک تحت الثریٰ میں لے جاؤ۔ اس کے ماننے والے اسے وہاں سے بھی نکال لائیں گے۔

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

حضرات! جس وقت سب کی آراء ختم ہو گئیں۔ آخر میں ابوجہل بولا کہنے لگا۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک فرد لیا جائے اور یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیں۔ جب آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائیں تو قتل کر دیا جائے۔ شیطان بولا واہ اوہ پُترا اے مشورہ تے میری کھوپڑی وچ وی نئیں آیا۔

چالیس بہادر

چنانچہ چالیس آدمی (ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی) اکٹھے اور تیار رہیں کہ

کب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم باہر نکلیں۔ تو ختم کر دیں۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

آستانۂ رسول پر تلواریں چمک رہی ہیں۔ ربّ کائنات جلّ وعلا نے حکم فرمایا اے جبرئیل عرض کی یا ربّ جلیل فرمایا۔ جلدی کر میرے محبوب کو جا کر کہہ دے کہ اپنے بستر پر علی کو سلا کر اور صدیق اکبر کو ساتھ لے کر ہجرت کر جائے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اس وقت نہیں کہا۔ جب کافر کوئی نہیں تھا۔ اب حکم دے رہا ہے۔ جب کفار مسلح ہو کر نبی کو قتل کرنے کے لئے تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں حکمت یہ تھی۔ کہ میرا نبی نکل بھی جائے مگر ان بے ایمانوں کو نظر بھی نہ آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے نکلو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے۔ کافر قدموں کی آہٹ تو محسوس کرتے مگر نظر کوئی نہ آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دونوں ہاتھوں میں مٹی لی اور پڑھا۔

فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (پ ۲۳)	اور ان کو اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا

یہ پڑھ کر مٹی ان کافروں کے سروں پر پھینکی اور فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔	اے کافرو تمہارے چہرے برے ہوگئے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ مگر کافروں کو نظر نہ آئے۔ وجہ کیا ہے۔

ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے!

والئ دو جہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اے علی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ چھوڑ کر مدینہ جا رہا ہوں آج رات تم میرے بستر پر سو جاؤ۔ عرض کی آقا جیسے حکم ہو غلام حاضر ہے۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے تھے کہ حضور آپ مجھے موت کے منہ میں ڈال کر جا رہے ہو لیکن ایسا نہیں اس لئے کہ علی جانتے تھے۔ کہ جب سلانے والا پیارا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو پھر جگانے والا کون ہے۔

علی آئے اور بستر رسول پر چادر اوڑھ کر سو گئے۔ ادھر مشرکین مکہ کو نہ نبی کے جانے کا پتہ چلا نہ علی کے آنے کا۔ اس کے بعد سرکار دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے صدیق اکبر نے آواز دی۔ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ الله میں حاضر ہوں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا اور معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں نے آپ کا استقبال کیا۔

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں
نام نبیوں کے بے شک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں
وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

جبرئیل علیہ السلام نے مسجد اقصٰی میں اذان پڑھی۔ اذان کے بعد تکبیر پڑھی گئی۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو سے پکڑا اور مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ جہاں اذان دینے والا جبرئیل امین ہو تو امام کیوں نہ سید المرسلین ہو۔

حضرات! جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام امام بنا دیں تو کسی میں جراءت نہیں کہ کوئی اعتراض کرے تو میں کہتا ہوں جس صدیق اکبر کو خود سید المرسلین امام بنا دیں۔ اسے کون ہٹا سکتا ہے۔

خلیفۂ اوّل کون!

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کسی چیز کے بارے میں اس نے آپ سے کلام کی۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ کسی اور وقت میرے پاس آنا۔

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ۔	اس عورت نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بتایئے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں۔

آپ نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو

فَاَتیٰ اَبَابَکْرٍ۔ | ابوبکر کے پاس آجانا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵) (مسلم شریف ص۲۷۳ ج۔۲)

حضرات! معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر اپنے بعد خلیفۂ اوّل ہونے کا اعلان فرما دیا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق کے پاس گئے اور فرمایا۔ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور تجھے اپنے ساتھ لے جانے کا بھی حکم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر سوچے سمجھے فوراً عرض کی آقا میں حاضر ہوں۔ حالانکہ آپ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانا معمولی بات نہیں ہے۔ تلواروں کے سائے تلے گزرنا ہے۔ مگر ان کی محبت کا تقاضا یہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پ)

تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

موت و حیات میری دونوں تیرے لئے ہیں
مرنا تیری گلی میں جینا تیری گلی میں

مکّہ سے کوچ!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر جب کفار کو پتہ چلا کہ

حضور تو جا چکے ہیں۔ انہوں نے کھوج لگانا شروع کی۔ قدموں کو دیکھتے جا رہے ہیں کہ دو جا رہے ہیں۔ دو ہیں اب بھی دو ہیں جب غار کے قریب گئے تو دیکھا کہ ایک شخص ہے۔ حیران ہوئے دوسرا کہاں چلا گیا۔

ان میں ایک بولا ارے پاگلو جانتے نہیں کہ غلام ساتھ ہے ہو سکتا ہے کاندھوں پہ سوار کر لیا ہو گا۔ غلام نے آقا کو کاندھوں پہ اٹھایا۔ آسمان کے دروازے کھل گئے کہ عرشِ الٰہی پہ قدم رکھنے والا آج ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھوں پر سوار ہے۔

میرے بزرگو اور دوستو! جس رِحل پہ ہم قرآن مجید رکھتے ہیں اسے بوسے دیتے ہیں۔ آنکھوں سے لگاتے ہیں چومتے ہیں۔ لیکن افسوس جس صدیق اکبر کے کاندھوں پہ قرآن والا سوار ہو اور اس کی شان میں گستاخیاں۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ اور یہ دونوں مسافر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرتے ہوئے غارِ ثور کے قریب پہنچے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہونے لگے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا ذرا ٹھہریئے۔ میں غار کو صاف کر لوں اور آپ کے بیٹھنے کے قابل بنا لوں۔ جب آپ غار میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ غار میں بہت سے سوراخ ہیں۔ آپ نے تمام سوراخوں کو بند کر دیا۔ مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنا پاؤں رکھ کر اسے بند کر دیا اور آواز دی کہ آقا اب اندر تشریف لے آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سرانور رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ لیکن

جنت تھا یا وہ غار تھا
بن بن گیا گلزار تھا

اس غار میں اِک مار تھا
وہ طالبِ دیدار تھا!
انگوٹھا گو دیوار تھا
منہ سانپ کا تلوار تھا
رُکنا اسے دشوار تھا!
آتا تھا خدمت کے لئے

غار والا سانپ

سانپ نے کاٹا وفادار نبی رونے لگا
زہر نے تاثیر کی نیلا بدن ہونے لگا

معارج النبوت میں ہے کہ ایک دن ایک سانپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا روح اللہ مکہ کو کون سا راستہ جاتا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اے سانپ تجھے مکہ میں کیا کام ہے۔ اس نے عرض کی۔ چھ سو سال ہوگئے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا تھا اور اس وقت سے ان کے دیدار کے لئے تڑپ رہا ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے اور ان کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ ہے۔ سانپ نے عرض کیا۔

لَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اُسے مکہ کا راستہ بتایا۔ وہ شوقِ دیدار میں سر کے بل روانہ ہوا۔ اور یہ وہی سانپ تھا۔ جو صدیق کی ایڑھی پہ بار بار اسی لئے ڈنگ مار رہا تھا اور پریشان تھا کہ جس محبوب کے دیدار کے لئے عرصہ دراز

سے انتظار کر رہا ہوں اب وقت آیا ہے۔ تو رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ مگر جوں جوں سانپ ڈستا گیا۔ آپ پاؤں کو زیادہ دباتے گئے۔ کہ کہیں آقا کے آرام میں خلل نہ آ جائے۔ چونکہ سانپ کا زہر آپ کے رگ و ریشہ میں سرائیت کر چکا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور آنسوؤں کا ایک قطرہ چہرۂ رسول پر گرا۔ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے فرمایا۔ ابوبکر کیا حال ہے عرض کی آقا سانپ نے ڈسا ہے۔ فرمایا کہاں عرض کی پاؤں کی ایڑھی پر۔

فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَھَبَ مَا یَجِدُہٗ۔
(مشکوٰۃ شریف صد ۵۵۶)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا تو درد جاتا رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر اب سناؤ۔ عرض کی آقا

ہُن بیں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے

معارج النبوۃ میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ مجھے اجازت ہو تاکہ میں جا کر اپنے پروں سے غار تو کیا اس پہاڑ ہی کو چھپا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے جبرئیل حقیقی ستار میں ہوں۔ میرا کمالِ قدرت تو یہ ہے کہ اپنی کمزور ترین مخلوق کے ذریعے دشمن کے مکر و فریب کو دور کروں تو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مکڑی کو مقرر کیا۔ اور اسے حفاظت کے لئے بھیجا۔ جب مکڑی کو حکمِ خداوندی پہنچا۔ اس نے اسی وقت سجدۂ شکر ادا کیا۔

اور اس نے غار کے مُنہ پر جالا تن دیا۔ اور کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔
ادھر جب کفارِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتے کرتے غار کے مُنہ تک پہنچ گئے۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوف وہراس کے عالم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن غار کے منہ پر آ گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ یوں بیان فرمایا۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (پ۱۰)	دو جان جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے فرماتے تھے۔ غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مشرکین مکہ غار کے مُنہ پر مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر اور یہ سمجھ کر اگر وہ غار کے اندر گئے ہوتے تو یہ تاریں کٹ جاتیں اور انڈے ٹوٹ جاتے۔ ابھی وہ باہر باتیں کر رہے تھے کہ شیطان آ گیا۔ اس نے چاہا کہ چغلی کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرائیل جلدی کر قبل اس کے دشمن دشمنی کرے اس کو ٹھکانے لگا دے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حکم خدا کے مطابق اپنا پَر مارا کہ ساتویں زمین پر جا پڑا اور بے ہوش آ گیا۔

انعامِ خدا!

مکاشفۃ القلوب میں ہے۔ کہ جس کبوتری نے غار کے مُنہ پر انڈے دیئے تھے۔ اس کبوتری اور کبوتر کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بے مثال جزا دی کہ آج تک حرم میں جتنے بھی کبوتر ہیں۔ وہ انہی دو کی اولاد ہیں۔ جیسے انہوں نے

اللہ تعالیٰ کے نبی کی حفاظت کی تھی۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی حرم میں ان کے شکار پر پابندی عائد کر دی۔

مدینہ میں آمد!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعرات کے دن مکہ سے ہجرت کی۔ تین راتیں غارِ ثور میں گزار کر یکم ربیع الاوّل پیر کے دن وہاں سے روانہ ہوئے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ طیبہ پہنچے اور مدینہ میں ایک عجیب منظر تھا۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں روح پرور اور دلکش منظر کچھ یوں تھا کہ پورے مدینے کو سجایا گیا تھا۔

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ تَفَرَّقَ غِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيْقِ وَيُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(مشکوٰۃ شریف صد ۹۱۹ ج ۲)

مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں خوشی میں دوڑتے پھرتے تھے اور یا محمد و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے لگاتے تھے۔

حضرات! اور جلوس کسے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور یہی آپ کی ولادتِ باسعادت کا دن ہے اسی دن ہم بھی اہل مدینہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ولادت کے دن گلیوں اور بازاروں کو سجاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بیان کرتے ہیں۔ نعتیں پڑھتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں کہ

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

واقعات ہجرت کے ماخوذات

(قرآن مجید پارہ ۱۰۔۹) (بخاری شریف ص۵۱۵-۱۶ ج۱) (مسلم شریف ص۲۷۳ ج۲) (ص۴۱۹ ج۲) (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۶) (معارج النبوۃ ص۱۱ تا ۱۲ ج۳) (مکاشفۃ القلوب ص۳۴-۱۲۷)

○

اختتامِ کتاب

۲۹ ستمبر ۱۹۹۲ء

بمطابق:۔ یکم ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ

بروز منگل، گیارہ بجے دن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

ابرار خطابات

حصہ اوّل

مصنّف: قاری ابرار احمد قادری
(فاضل علوم عربیہ)

ناشر: علی برادران
ارشد مارکیٹ جھنگ بازار
فیصل آباد

قرآن مجید کے واقعات پر مشتمل دو کتابوں کا مجموعہ

عجائب القرآن

غرائب القرآن

مصنف

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رح

علی برادران تاجران کتب

ارشد مارکیٹ، جھنگ بازار، فیصل آباد

0345-7755946, 0346-6146660